ALAHAZRAT NETWORK
اعلیٰحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

کتے کی طہارتِ عین کے قائلین سے عیب دور کرنے کا بیان

سلب الثلب عن القائلین بطہارۃ الکلب

۱۳۱۲ھ

تصنیف لطیف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

ALAHAZRAT NETWORK
اعلیٰحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

رسالہ

سلب الثلب عن القائلین بطہارۃ الکلب ۱۳۱۲ھ

کُتے کی طہارتِ عین کے قائلین سے عیب دُور کرنے کا بیان

www.alahazratnetwork.org

مسئلہ ۱۷۷ ازبنارس محلہ پتر کنڈہ مرسلہ مولوی عبدالحمید صاحب ۸- رجب ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ابقاہم اللہ تعالٰی الٰی یوم الدین اس میں کہ زید تو مستنداً بقولہ تعالٰی ویسئلونك ماذا احل لھم[1]، الاٰیۃ (اور وہ آپ سے پوچھتے ہیں ان کے لیے کیا حلال ہے ۔ ت) ومتمسکا باحادیث الامر باکل صید قتلہ الکلب المعلم المرسل ولم یاکل منہ (اور ان احادیث کو دلیل بناتے ہوئے جن میں ایسے شکار کے کھانے کا حکم ہے جسے سکھائے ہوئے اور چھوڑے ہوئے کتے نے شکار کیا لیکن اس سے کچھ نہیں کھایا ۔ ت) کہ ازانجملہ ایک یہ حدیث عدی بن حاتم ہے :

قال قلت یارسول اللہ انا نرسل الکلاب المعلمۃ قال کل ما امسکن علیك قلت

فرماتے ہیں میں نے عرض کیا "یارسول اللہ! ہم سکھائے ہوئے کتوں کو (شکار پر) چھوڑتے ہیں

---

[1] القرآن ۵/۴

وان قتلن قال وان قتلن الحدیث۔ (اس کا کیا حکم ہے؟) آپ نے فرمایا: "جو کچھ وُہ تمہارے لیے روک رکھیں اسے کھاؤ" میں نے عرض کیا "اگرچہ وہ اسے ہلاک کردیں؟" فرمایا: "اگرچہ وہ اسے ہلاک کردیں" الحدیث (ت)

اور احادیث الاذن فی اقتناء کلب ماشیۃ وصید وزرع وغنم (جانوروں کی حفاظت، شکار، کھیتی اور بکریوں کی حفاظت کے لیے کتا رکھنے کی اجازت کے بارے میں احادیث۔ ت) کہ ازانجملہ ایک یہ حدیث عبداللہ بن مغفل ہے:

قال انی لممن یرفع اغصان الشجرۃ عن وجہ رسول اللہ وھو یخطب فقال لولا ان الکلاب امۃ من الامم لامرت بقتلھا فاقتلوا کل اسود بھیم وما من اھل بیت یرتبطون کلبًا الا نقص من عملھم کل یوم قیراط الاکلب صید او کلب حرث اوکلب غنم[2]

آپ فرماتے ہیں میں ان لوگوں میں سے ہوں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کے آگے سے ٹہنیاں اٹھارہے تھے جب آپ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے، آپ نے فرمایا: اگر کتے ایک مخلوق نہ ہوتے تو میں ان کو قتل کرنے کا حکم دیتا پس ہر سیاہ کتے کو مار دو، اور جو لوگ گھروں میں کتا رکھتے ہیں ان کے عمل سے روزانہ ایک قیراط کم ہوتا ہے مگر شکار کا کتا، کھیتی کی حفاظت اور بکریوں کی حفاظت کے لیے کتا (اس سے مستثنیٰ ہے)۔ (ت)

واحادیث الترخیص فی ثمن کلب الصید (شکاری کتے کی حصول قیمت کے بارے میں آپکی اجازت سے متعلق احادیث۔ت) کہ ازانجملہ ایک وُہ حدیث ہے جس کو ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں ہیثم سے وہ عکرمہ سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں:

قال رخص رسول اللہ فی ثمن کلب الصید[3]

فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری کتے کی قیمت لینے کی اجازت فرمائی ہے (ت)

وحدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما،

کانت الکلاب تقبل وتدبر فی عہد رسول اللہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں

---

[1] جامع الترمذی باب ما یؤکل من صید الکلب مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۱۷۷

[2] ؍؍ باب من امسک کلبًا ما ینقص من اجرہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۱/ ۱۸۰

[3] مسند امام اعظم ابوحنیفہ کتاب البیوع نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۶۹

www.alahazratnetwork.org

2 فلم یکونوا یرشون شیئًا من ذٰلک[1]

کتے (اِدھر اُدھر) آتے جاتے تھے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے (یعنی کتوں کے ان کے ساتھ چھُونے سے) کچھ بھی نہیں دھوتے تھے۔ (ت)

وحدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما:

قال علیہ الصلاۃ والسلام ایما اھاب دبغ فقد طھر۔[2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس چمڑے کو رنگ لیا جائے وُہ پاک ہوجاتا ہے۔ (ت)

ومستدلا باقوال علمائنا الحنفیۃ (اور ہمارے علمائے حنفیہ کے اقوال سے استدلال کرتے ہوئے۔ ت) کہ ازانجملہ ایک یہ ہے کہ جو عامۂ کُتبِ فقہ میں ہے:

کل اھاب اذا دبغ فقد طھر الا جلد الخنزیر والاٰدمی۔[3]

خنزیر اور آدمی کے چمڑے کے علاوہ ہر چمڑا دباغت سے پاک ہوجاتا ہے۔ (ت)

اور دُوسرا یہ جو ہدایہ میں ہے:

ولیس الکلب بنجس العین۔[4]

اور کتا نجس عین نہیں۔ (ت)

اور تیسرا یہ جو تنویر الابصار اور اُس کی شرح درمختار میں ہے:

www.alahazratnetwork.org

اعلم انہ لیس الکلب بنجس العین عند الامام وعلیہ الفتوٰی وان رجح بعضھم النجاسۃ کما بسطہ ابن الشحنۃ۔[5]

جان لو! امام اعظم کے نزدیک کتا نجسِ عین نہیں۔ اور اسی پر فتوٰی ہے، اگرچہ بعض فقہاء نے اس کے نجس ہونے کو ترجیح دی ہے جیسا کہ ابن الشحنہ نے اسے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (ت)

اور چوتھا یہ جو ردالمحتار میں ہے:

وھو (ای عدم کون الکلب نجس العین) الصحیح والاقرب الی الصواب بدائع و

اور وہ (یعنی کُتّے کا نجس العین نہ ہونا ہی) صحیح اور درستگی کے زیادہ قریب ہے، بدائع۔ متون سے

---

[1] صحیح البخاری باب اذا شرب الکلب فی الاناء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۹

[2] جامع الترمذی باب جاء فی جلود المیتۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۰۶

[3] منیۃ المصلی فصل فی النجاسۃ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۱۰۸

[4] ہدایۃ قبیل فصل فی البئر المکتبۃ العربیۃ، کراچی ۱/۲۴

[5] درمختار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۳۸

وھوظاھر المتون بحر ومقتضی عموم الادلۃ فتح[1]۔ | یہی ظاہر ہوتا ہے البحرالرائق۔ عام دلائل کا مقتضی یہی ہے، فتح القدیر (ت)

اور پانچواں یہ جو عالمگیری میں ہے:

والصحیح ان الکلب لیس بنجس العین[2]۔ | صحیح یہ ہے کہ کتا نجسِ عین نہیں۔ (ت)

اور چھٹا یہ جو عنایہ میں ہے:

الاصح ان الکلب لیس بنجس العین[3]۔ | اصح بات یہ ہے کہ کتا نجسِ عین نہیں۔ (ت)

اور ساتواں یہ جو غایۃ البیان میں ہے:

فی نجاسۃ عینہ اختلاف المشایخ و الاصح انہ لیس بنجس العین[4]۔ | اس کے نجسِ عین ہونے میں مشائخ کا اختلاف ہے زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ نجسِ عین نہیں۔ (ت)

اور آٹھواں یہ جو مراقی الفلاح میں ہے:

یطھر جلد الکلب لانہ لیس بنجس العین علی الصحیح[5]۔ | کتے کا چمڑا پاک ہوجاتا ہے کیونکہ صحیح قول کے مطابق وہ نجسِ عین نہیں۔ (ت)

اور نواں یہ جو نہرالفائق میں ہے:

www.alahazratnetwork.org

یطھر جلد الکلب ایضا بناء علی ما علیہ الفتوی من طھارۃ عینہ وان رجح بعضھم النجاسۃ[6]۔ | کتے کا چمڑا بھی پاک ہوجاتا ہے اور اس کی بنیاد وہ مفتٰی بہ قول ہے کہ یہ ذاتی طور پر پاک ہے اگرچہ بعض فقہائے اس کے ناپاک ہونے کو ترجیح دی ہے۔ (ت)

اور دسواں یہ جو شامی میں ہے:

فمعنی القول بطھارۃ عینہ طھارۃ ذاتہ | اس کے طاہر عین ہونے کے قول کا مطلب یہ ہے کہ یہ جب تک

---

[1] ردالمحتار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۱۳۹
[2] فتاوٰی عالمگیری الفصل الاول من الباب الثالث مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۹
[3] العنایۃ مع فتح القدیر قبیل فصل فی البئر مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۸۲
[4] السعایۃ فی کشف ما فی شرح الوقایۃ/ من احکام الدباغۃ سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۴۰۸
[5] مراقی الفلاح مع الطحطاوی فصل یطھر جلد المیتۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۹۰
[6] السعایۃ فی کشف ما فی شرح الوقایۃ من احکام الدباغۃ سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۴۰۹

ما دام حیا وطہارۃ جلدہ بالدباغ و الذکاۃ وطہارۃ ما لا تحلہ الحیوۃ من اجزائہ کغیرہ من السباع۔[1]

زندہ ہے ذاتی طور پر پاک ہے۔ اس کا چمڑا دباغت یا ذبح (شرعی) کے ساتھ پاک ہوجاتا ہے نیز اس کے جن اجزاء میں زندگی سرایت نہیں کرتی دوسرے درندوں کی طرح وُہ بھی پاک ہیں۔ (ت)

اور گیارھواں یہ جو سعایہ میں ہے:

قلت لم یتضح لی الی الاٰن دلیل علی کونہ نجس العین ودلائل المثبتین کلھا مخدوشۃ۔[2]

میں کہتا ہُوں اب تک مجھے اس کے نجس عین ہونے پر کوئی واضح دلیل نہیں ملی، نجس ثابت کرنے والوں کے تمام دلائل کمزور ہیں۔ (ت)

اور بارھواں وہ جو مولوی عبدالحی لکھنوی نے تعلیق ممجد میں بعد ذکر ان حدیثوں کے جو کہ طہارت اُہب پر دباغت سے مطلقاً دلالت کرتی ہیں کہا ہے:

وبھذہ الاحادیث ونظائرھا ذھب الجمھور الی الطہارۃ بالدباغۃ مطلقا الا انھم استثنوا من ذلک جلد الانسان لکرامتہ وجلد الخنزیر لنجاسۃ عینہ واستثنی ایضا جلد الکلب من ذھب الی کونہ نجس العین وھو قول جمع من الحنفیۃ وغیرھم ولم یدل علیہ دلیل قوی بعد۔[3]

ان احادیث اور ان کی مثل پر بنیاد رکھتے ہوئے جمہور فقہاء نے دباغت کے ذریعے مطلقاً طہارت کی راہ اختیار کی ہے مگر انہوں نے اس سے انسان کے چمڑے کو اس کی عزت کی بنیاد پر اور خنزیر کے چمڑے کو اس کے نجس عین ہونے کی وجہ سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور جو لوگ کتے کو نجس عین سمجھتے ہیں انہوں نے اس کو بھی مستثنیٰ کیا ہے احناف کی ایک جماعت اور ان کے علاوہ فقہاء کرام کا یہی قول ہے۔ لیکن ابھی تک اس پر کوئی مضبوط دلیل نہیں پائی گئی۔ (ت)

اور تیرھواں یہ جو فتح القدیر میں ہے:

اختلف المشایخ فی التصحیح والذی یقتضیہ

تصحیح میں علماء کا اختلاف ہے اور "ایما اھاب"

---

[1] رد المحتار قبیل فصل فی البئر مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۱۳۹

[2] السعایۃ فی کشف ما فی شرح الوقایۃ من احکام الدباغۃ سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۴۰۹

[3] تعلیق ممجد لعبد الحی اللکھنوی

عموم ایما اھاب طھارۃ عینہ ولم یعارضہ ما یوجب نجاستھا فوجب حقیۃ عدم نجاستھا۔[1]

(جو بھی چمڑا) کا عموم طہارتِ عین کا مقتضی ہے اور اس کے مقابلے میں نجاست کو واجب کرنے والی کوئی دلیل موجود نہیں لہٰذا ضروری ہوا کہ اس کا نجس نہ ہونا حق ہوا۔ (ت)

کہتا ہے کہ کُتّا طاہر العین ہے اور کہتا ہے کہ آیت میں تو وجہِ دلالت کی یہ ہے کہ یہ آیت بلاضرورت کتّے سے ازروئے اصطیاد کے جوازِ انتفاع پر بلکہ بجز کھانے کے اور اُس سے سب طرح کے فائدے اُٹھانے کے جواز پر دلالت کرتی ہے، قرطبی نے کہا ہے:

وقد ذکر بعض من صنف فی احکام القراٰن ان الاٰیۃ تدل علی ان الاباحۃ تناولت ما علمنا الجوارح وھو ینتظم الکلب وسائر جوارح الطیر وذلك یوجب اباحۃ سائر وجوہ الانتفاع فدل علی جواز بیع الکلب والجوارح والانتفاع بھا بسائر وجوہ المنافع الا ما خصہ الدلیل وھو الاکل من الجوارح ای الکواسب من الکلاب وسباع الطیر۔[2]

احکام قرآن کے بعض مصنفین نے ذکر کیا ہے کہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اباحت ان تمام شکاری جانوروں کو شامل ہے جن کو ہم سکھائیں اور اس میں کتّا اور تمام شکاری پرندے بھی شامل ہیں اور یہ (جواز) انتفاع کے تمام طریقوں کی اباحت کو واجب کرتا ہے پس یہ کتّے اور (دیگر) شکاری جانوروں کو بیچنے اور ان سے ہر طرح کا نفع حاصل کرنے پر دلالت کرتا ہے مگر جس کو دلیل نے خاص کرلیا ہو، اور وہ شکاری جانوروں یعنی کسب کرنے والے کتّوں اور درندوں کو کھانا ہے (اور یہ جائز نہیں)۔ (ت)

اور کسی چیز سے بلاضرورت انتفاع کا جائز ہونا اُس چیز کے عدمِ نجاست کی علامت ہے تو اس نے اُس کے عدمِ نجاست پر بھی دلالت کی کما ھو ظاھر (جیسا کہ وہ ظاہر ہے۔ ت)

اور حدیث ابن عمر میں یہ کہ موسم گرمی میں اکثر اوقات کُتّے کیچڑ میں بھرے ہُوئے پانی میں بھیگے ہُوئے مسجد میں آتے جاتے ہوں گے اور کیچڑ پانی مسجد میں گرتا ٹپکتا ہوگا تو جبکہ باوجود اس کے رش بھی نہ ثابت ہوا تو ان کے اجسام اور اعیان کے عدمِ نجاست ثابت ہُوئی۔

---

[1] فتح القدیر باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء الخ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۸۳

[2] الجامع لاحکام القرآن زیر آیہ وما علمتم من الجوارح الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶/۶۶

www.alahazratnetwork.org

اور احادیث اذن فی اقتناء الکلب (کتا رکھنے کی اجازت سے متعلق احادیث ۔ ت) کی دلالت کی نسبت مولوی عبدالحی نے سعایہ میں کہا ہے:

نعم لها دلالة علی طهارة جسمه وعدم تنجس عینه البتة فان الاذن فی اقتنائه دال علی انه لیس بنجس العین[1]۔

ہاں اس کے جسم کے پاک ہونے اور نجس عین نہ ہونے پر یقیناً دلیل ہے کیونکہ اسے رکھنے کی اجازت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ نجس عین نہیں۔ (ت)

اور باقی حدیثوں میں وجہ دلالت کی ظاہر ہے اور عمرو استدلالاً باحادیث الامر بقتل الکلاب (کتوں کو ہلاک کرنے کے حکم سے متعلق احادیث سے استدلال کرتے ہوئے ۔ ت) و احادیث عدم دخول الملٰئکة بیتا فیه کلب (جس گھر میں کتا ہو اس میں فرشتوں کے داخل نہ ہونے کے بارے میں احادیث ۔ ت) و احادیث الامر بغسل الاناء من ولوغ الکلب سبعا او ثمانیا او ثلثا و اهراق ما فضل من شربه (کتے کے چاٹنے سے برتن کو سات یا آٹھ یا تین بار دھونے اور اس کے پینے سے جو بچ جائے اسے بہا دینے کے بارے میں احادیث ۔ ت)

وحدیث ابی ہریرة رضی اللہ عنہ:

ان النبی دعی الی دار قوم فاجاب ودعی الی دار اٰخرین فلم یجب فقیل له فی ذٰلك فقال ان فی دار فلان کلبا فقیل له وان فی دار فلان هرة فقال الهرة لیست بنجسة انما هی من الطوافین علیکم والطوافات[2]۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قوم نے دعوت دی، آپ نے قبول کرلی۔ اور آپ کو دوسروں کے گھر میں بلایا گیا تو آپ نے قبول نہ کیا، اس بارے میں آپ سے عرض کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں کے گھر میں کتا ہے۔ عرض کیا گیا اور فلاں کے گھر میں بلی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: بلی ناپاک نہیں اور وہ تمہارے پاس آنے جانے والے (غلاموں) اور آنے جانے والی (لونڈیوں) کی طرح ہے۔ (ت)

وتمسکا باقوال بعض علمائنا الحنفیة کہ از انجملہ ایک یہ ہے جو مبسوط میں ہے:

الصحیح من المذهب عندنا ان الکلب نجس[3]۔

ہمارے نزدیک صحیح مذہب یہ ہے کہ کتا ناپاک ہے۔ (ت)

---

[1] السعایة فی کشف ما فی شرح الوقایة احکام الاسآر سہیل اکیڈمی لاہور ۱/ ۴۴۶

[2] التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر باب بیان النجاسات المکتبة الاثریة سانگلہ ہل ۱/ ۲۵

[3] المبسوط للسرخسی سؤر مالا یوکل لحمه مطبوعہ دار المعرفت بیروت ۱/ ۴۸

اور دوسرا یہ جو ابوالمکارم کی شرح نقایہ میں ہے :

فی فتاوٰی قاضی خان مایدل علی ان الکلب نجس العین و فی موضع اٰخرمایدل علی انہ لیس کذلک وسمعت ان الروایۃ الصحیحۃ عندنا ھو الاول[1]

فتاوٰی قاضی خان میں ایسی بات ہے جو کتّے کے نجسِ عین ہونے پر دلالت کرتی ہے اور (اسی میں) دوسری جگہ وہ بات ہے جس میں ایسا نہ ہونے پر دلالت ہے اور میں نے سنا کہ ہمارے نزدیک صحیح روایت، پہلی ہے (یعنی نجسِ عین)۔ (ت)

اور تیسرا یہ جو شرح وقایہ وغیرہ بعض کتبِ فقہ میں ہے :

اذا سد کلب عرض النھر و یجری الماء فوقہ انکان مایلاقی الکلب اقل مما لایلاقیہ یجوز الوضوء فی الاسفل والالا[2]۔

اگر کتّا نہر کی چوڑائی بند کرے اور پانی اس کے اوپر سے جاری ہو تو اگر کتّے سے ملا ہوا پانی اس سے کم ہے جو اس (کے جسم) سے ملا ہوا نہیں ہے تو (نہر کی) نچلی جانب سے وضو کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔ (ت)

کہتا ہے کہ کتّا نجس العین ہے اور زید عمرو کے ان دلائل میں سے احادیث امر بقتل کلاب اور احادیث عدم دخول ملائکہ اور احادیث امر بقتل انا کا تو جواب یہ دیتا ہے کہ ان سب حدیثوں کے نجاست کلب پر دلالت کرنے میں ضُعف ہے۔ احادیث امر بقتل کلاب کے دلالت کرنے میں تو اس وجہ سے کہ یہ امر ان کی نجاست کے سبب سے نہ تھا بلکہ ملائکہ کے اُس گھر میں جس میں کتّا ہو نہ داخل ہونے کی وجہ سے تھا جیسا کہ امر مذکور ہی کی احادیث سے مفہوم ہوتا ہے اور اگر ہم تسلیم بھی کرلیں تو اس کا نسخ وارد ہوچکا ہے اور احادیث عدم دخول ملائکہ کے دلالت کرنے میں اس وجہ سے کہ امتناعِ ملائکہ کا باعث کلب کی نجاست ہی نہیں متعین ہوسکتی بلکہ ممکن ہے کہ کوئی اور امر ہو۔

قال العلامۃ الدمیری فی حیٰوۃ الحیوان قال العلماء سبب امتناعھم من البیت الذی فیہ الکلب کثرۃ اکلہ النجاسات و بعض الکلاب یسمی شیطانا والملائکۃ

علامہ دمیری نے حیوٰۃ الحیوان میں فرمایا کہ علماء فرماتے ہیں جس گھر میں کتّا ہو اس میں فرشتوں کے نہ آنے کا باعث کتّوں کا بکثرت نجاست کھانا ہے، اور بعض کتّوں کو تو شیطان کہا جاتا ہے اور فرشتے شیطان

---

[1] شرح النقایۃ لابی المکارم

[2] شرح الوقایۃ بیان مایجوز بہ الوضوء المکتبۃ الرشیدیہ دہلی ۱/۸۴

ضد الشیاطین ولقبح رائحۃ الکلب والملئکۃ تکرہ الرائحۃ الخبیثۃ ولانہا منہی عن اتخاذہا فعوقب متخذہا بحرمانہ دخول الملئکۃ بیتہ۔[1]

کی ضد ہیں، نیز کتا بدبودار ہوتا ہے اور فرشتے بدبو کو پسند نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ کتا رکھنے سے منع کیا گیا پس اسے رکھنے والے کو یوں سزا دی گئی کہ اس کے گھر میں فرشتوں کا داخلہ نہیں ہوتا۔(ت)

اور نظیر اس کی وہ حدیث ہے جس کو امام مالک اور بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ سے مرفوعاً اخراج کیا ہے کہ جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں اس میں فرشتے نہیں داخل ہوتے اور نیز وہ حدیث ہے جس کو امام مالک اور احمد اور ترمذی اور ابن حبان نے ابوسعید سے مرفوعاً اخراج کیا ہے کہ جس گھر میں تماثیل یا صورت ہوتی ہیں اُس میں فرشتے نہیں آتے اور نیز وہ حدیث جس کو بغوی اور طبرانی اور ابونعیم نے معرفۃ میں اور ابن قانع نے سوط بن غزی سے مرفوعاً اخراج کیا ہے کہ ملائکہ اس قافلہ کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں گھنٹا ہوتا ہے اور نیز وہ حدیث ہے جس کو طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً اخراج کیا ہے کہ ملائکہ جنب اور متضمخ بخلوق[2] پر اُن کے غسل کرنے تک حاضر نہیں ہوتے اور نیز وہ حدیث ہے جس کو احمد اور ابوداؤد نے عمار سے مرفوعاً اخراج کیا ہے کہ ملائکہ جنازہ کافر پر خیر سے اور متضمخ بزعفران اور جنب پر نہیں حاضر ہوتے تو جیسا کہ ان حدیثوں سے نجاست تصویر اور جنازہ کافر اور متضمخ بزعفران وغیر ذلک پر استدلال کرنا غیر ممکن ہے ایسا ہی احادیث عدم دخول ملائکہ سے نجاست کلب پر تمسک کرنا ناجائز اور احادیث امر بغسل اناء کے دلالت کرنے میں تو ضعف کا ہونا ظاہر ہے، ہاں نجاست لعاب کلب پر یہ حدیثیں البتہ دال ہیں نہ اُس کے عین کی نجاست پر۔ اور حدیث ابی ہریرہ کا جواب اولاً تو یہ دیتا ہے کہ مولٰنا الہداد جونپوری نے حاشیہ ہدایہ میں اور دمیری نے حیوۃ الحیوان میں نقل کیا ہے اور کہا ہے یعنی دمیری نے کہ اس حدیث کو امام احمد اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے لیکن میں نے جو سنن دارقطنی اور مستدرک حاکم کی طرف مراجعت کی تو میں نے ان دونوں میں اس حدیث کو اس لفظ سے نہیں پایا بلکہ لفظ

www.alahazratnetwork.org

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یاتی دار قوم من الانصار ودونہم دار فشق ذلک علیہم فقالوا یا رسول اللہ تاتی دار فلان ولا تاتی دارنا فقال

رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چند انصار کے گھروں میں تشریف لاتے تھے ان میں سے نیچے کی جانب ایک گھر تھا ان پر یہ بات گراں گزری تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ فلاں

---

[1] حیوۃ الحیوان الکبرٰی زیر لفظ الکلب مصطفی البابی حلبی مصر ۲/ ۲۹۰

[2] خلوق (ایک خاص قسم کی خوشبو) لگانے والا۔

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لان فی دارکم کلبا قالوا فان فی دارھم سنورا فقال النبی السنور سبع[۱]۔

کے گھر تشریف لاتے ہیں اور ہمارے گھر تشریف نہیں لاتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لیے کہ تمہارے گھر کتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا تو ان (فلاں) کے گھر بلی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلی ایک درندہ ہے۔ (ت)

کے ساتھ پایا تو اول تو اصح اس کا وقف ہے اور دوسرے اسناد اس کی قوی نہیں۔

قال الحافظ ابن حجر فی التلخیص بعد ذکر الحدیث قال ابن ابی حاتم فی العلل سألت ابازرعۃ عنہ فقال لم یرفعہ ابو نعیم وھو اصح وعیسٰی[عہ] لیس بالقوی قال العقیلی لایتابعہ علی ھذا الحدیث الا من ھو مثلہ اودونہ وقال ابن حبان خرج عیسٰی عن حد الاحتجاج ولما ذکرہ الحاکم قال ھذا الحدیث صحیح تفرد بہ عیسٰی عن ابی زرعۃ وھو صدوق لم یجرح قط ھکذا قال وقد ضعفہ ابوحاتم وابوداود وغیرھما وقال ابن الجوزی لایصح[۲] انتھی ملخصا۔

حافظ ابن حجر (عسقلانی) نے تلخیص میں یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد فرمایا ابن ابی حاتم نے علل میں فرمایا کہ میں نے اس حدیث کے بارے میں ابو زرعہ سے پُوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ابو نعیم نے اسے مرفوع ذکر نہیں کیا اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ اور عیسٰی (راوی) قوی نہیں۔ عقیلی نے فرمایا اس حدیث میں ان کی متابعت وہی کرے گا جو اس کی مثل یا اس سے کم (درجہ میں) ہو۔ ابن حبان نے کہا، عیسٰی حجت کی حد سے نکل گیا (یعنی اس کی بات کو دلیل نہیں بنا سکتے) اور حاکم نے اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے کہا یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابو زرعہ سے روایت کرنے میں عیسٰی متفرد ہیں اور وہ سچے ہیں ان پر کبھی جرح نہیں ہوئی، انہوں نے اسی طرح کہا (لیکن) ابو حاتم اور ابوداؤد کے علاوہ دوسروں نے اسے ضعیف قرار دیا، اور ابن جوزی نے کہا یہ صحیح نہیں انتہی ملخصا (ت)

اور تیسرے برتقدیر اس کے رفع اور اس کے اسناد کی صحت کے اس کو اس لفظ سے نجاست کلب

عہ ھذا احد رواۃ ھذا الحدیث ۱۲ (م)

اس حدیث کے راویوں میں سے ایک یہ ہیں۔ (ت)

---

[۱] مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۲/۳۲۷

[۲] التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر باب بیان النجاسات المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل ۱/۲۵

پر ہرگز دلالت نہیں۔ ہاں بلی کے مثل کتے کے شیطان نہ ہونے پر البتہ اس کو دلالت ہے جیسا کہ بعض شارحین نے لکھا ہے اور ثانیاً یہ کہ برتقدیر اس کے اُس لفظ کے ساتھ موجود ہونے اور اس کے رفع اور اس کے اسناد کی صحت کے نہیں ثابت ہوگی اس سے مگر نجاست اضافیہ یعنی کتے کا بہ نسبت بلی کے نجس ہونا نہ حقیقیہ کما لایخفی علی من لہ طبع سلیم و ذہن مستقیم (جیسا کہ اس شخص پر مخفی نہیں جس کی فطرت سلیم اور ذہن ٹھیک ہے۔ ت) اور وہ مسلّم ہے بیشک یہ نسبت بلی کے کتا نجس ہے کیونکہ اس کا گوشت اور خون اور لعاب اور سور اور عرق ہمارے نزدیک نجس ہے بخلاف بلی کے، اور بحث اس کی نجاست عین سے ہے تو حدیث کو اُس پر دلالت نہیں فتدبر، اور اقوال فقہا میں سے اُن دونوں قولوں کا تو جو مبسوط اور شرح نقایہ میں ہیں جواب یہ دیتا ہے کہ اول تو ان دونوں قولوں میں کلب کی نجاست کی نسبت لفظ صحیح بولا ہے اور اُن اقوال میں جو میرے دلائل ہیں اس کے طاہر العین ہونے کی نسبت لفظ اقرب الی الصواب اور لفظ اصح کہا ہے وقد صرحوا بان لفظ الاصح اٰکد من الصحیح فیتبع الاٰکد کما صرح بہ فی ردالمحتار[1] (فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ لفظ "اصح" لفظ "صحیح" سے زیادہ مؤکد ہے پس جس میں زیادہ تاکید ہے اس کی اتباع کی جائے جیسا کہ ردالمحتار میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔ ت)

اور دوم اگر ہم مساوات لفظ تصحیح کو بھی مان لیں تو فتوٰی تو اس کے طاہر العین ہونے پر ہے فیؤخذ بما علیہ الفتوی دون غیرہ (پس اسے اختیار کیا جائے جس پر فتوی ہے نہ کہ اس کے غیر کو۔ ت)

اور سوم اگر ہم اختلاف فتوٰی کو بھی تسلیم کریں تو تب بھی بموجب قاعدہ اذا اختلف التصحیح و الفتوی فالعمل بما فی المتون اولٰی[2] (جب تصحیح اور فتوی میں اختلاف ہو تو جو کچھ متون میں ہے اس پر عمل کرنا اولٰی ہے۔ ت) کے عمل ما فی المتون ہی پر کیا جائے گا۔

والمراد بالمتون لیس جمیع المتون بل المختصرات التی الفہا حذاق الائمۃ وکبار الفقہاء المعروفین بالعلم والزہد والفقہ و الثقۃ فی الروایۃ کابی جعفر الطحاوی والکرخی والحاکم والشہید

متون سے مراد تمام متون نہیں بلکہ وہ مختصر کتب ہیں جن کو ماہر ائمہ اور فقہائے کبیر جو علم، زہد، فقہ اور روایت میں ثقاہت کے ساتھ مشہور ہیں، نے تالیف کیا جیسے ابوجعفر طحاوی، کرخی، حاکم، شہید، قدوری اور وہ لوگ جو بعض طبقے

---

[1] الدر المختار علی حاشیۃ ردالمحتار مطلب اذا تعارض التصحیح مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۵۰

[2] ردالمحتار مطلب اذا تعارض التصحیح " " " ۱/۴۹

والقدوری ومن فی ھذہ الطبقۃ وقد کثر اعتماد المتاخرین علی الوقایۃ لبرھان الشریعۃ وکنزالدقائق لابی البرکات والمختار لابی الفضل ومجمع البحرین لمظفر الدین ومختصر القدوری لاحمد بن محمد وذلک لما علموا من جلالۃ مولفیھا والتزامھم ایراد مسائل معتمد علیھا واشھرھا ذکرا واقولھا اعتماد الوقایۃ والکنز ومختصر القدوری وھی المراد بقولھم المتون الثلثۃ۔

نہیں شامل ہیں متاخرین کا برہان الشریعۃ کے وقایہ، ابوالبرکات کی کنزالدقائق اور ابوالفضل کی المختار، مظفرالدین کی مجمع البحرین اور احمد بن محمد کی مختصر القدوری پر بہت زیادہ اعتماد ہے، اور یہ اس لیے کہ انہیں ان کتب کے مولفین کی جلالت علمی نیز قابلِ اعتماد مسائل ذکر کرنے کے التزام کا علم تھا۔ ان میں سے ذکر کے اعتبار سے زیادہ مشہور اور قول کے اعتبار سے زیادہ معتمد علیہ وقایہ، کنزالدقائق اور مختصر القدوری ہے اور فقہاء کرام کے قول متون سے یہی "تین متون" مرادہیں۔ (ت)

تو ان سب میں علی الخصوص ان متون ثلثہ میں بجز اس کے طاہر العین ہونے کے اور کچھ نہیں ہے وللہ الحمد، اور اس کا جو کہ شرح وقایہ وغیرہ میں ہے یہ کہ اس قول میں کلب سے مراد کلب میّت ہے۔ حسن چلپی نے ذخیرۃ العقبٰی میں کہا ہے:

قولہ واذا سد کلب ای میت[1]

قولہ اور جب کتا (نہر کی چوڑائی) بند کرے، یعنی مردہ (کتا)۔ (ت)

اور ایسا ہی سعایہ اور رعایہ میں بھی ہے اور شرح وقایہ کے اردو ترجمہ میں ہے کہ اگر مرا ہوا کتا رواں ندی میں پڑا ہو تو دونوں میں صحیح قول کس کا ہے اور برتقدیر زید کے قول کے صحیح ہونے کے اُس کے استدلال اور جواب بھی صحیح ہیں یا نہیں اور نیز اس میں کہ برتقدیر کلب کی طہارت عین کی صحت کے یہ جو ردالمحتار میں نقلاً عن البدائع ہے

قال مشایخنا من صلی وفی کمہ جرو تجوز صلاتہ وقیدہ الفقیہ ابوجعفر الھندوانی بکونہ مشدود الفم[2]۔

ہمارے مشائخ نے فرمایا جس نے اس حال میں نماز پڑھی کہ اس کی آستین میں کتے کا بچہ تھا تو اس کی نماز جائز ہے فقیہ ابوجعفر ہندوانی نے قید لگائی ہے کہ اس کا منہ باندھا ہوا ہو۔ (ت)

اور نیز یہ جو اس میں نقلاً عن المحیط ہے:

---

[1] ذخیرۃ العقبٰی فی شرح صدر الشریعۃ کتاب الطہارۃ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۳۴

[2] ردالمحتار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۱۳۹

www.alahazratnetwork.org

صلی ومعہ جروکلب او ما لایجوز الوضوء بسورہ قیل لم یجز والاصح انکان فمہ مفتوحا لم یجز لان لعابہ یسیل فی کمہ فینجس لواکثر من قدر الدرھم ولو کان مشدودا بحیث لایصل لعابہ الی ثوبہ جاز لان ظاھر کل حیوان طاھر ولا یتنجس الا بالموت ونجاسۃ باطنہ فی معدنہا فلا یظھر حکمہا کنجاسۃ باطن المصلی۔[1]

کسی نے نماز پڑھی اور اس کے پاس کتے کا بچہ یا وہ چیز تھی جس کے جھوٹے سے وضو جائز نہیں، تو کہا گیا (نماز) جائز نہیں، یقیناً زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اگر اس کا منہ کھلا ہوا ہو تو جائز نہیں کیونکہ اس کا لعاب آستین میں بہہ کر اسے ناپاک کردے گا جبکہ وہ ایک درہم سے زیادہ ہو، اور اگر اس کا منہ اس طرح باندھا ہوا ہو کہ اس کا لعاب نمازی کے کپڑے تک نہ پہنچے تو نماز جائز ہے کیونکہ ہر حیوان کا ظاہر پاک ہے اور وہ مرنے کے بغیر ناپاک نہیں ہوتا، اندرونی نجاست اپنے اصل مقام پر ہے لہذا نمازی کے پیٹ کی نجاست کی طرح اس کا حکم بھی ظاہر نہ ہوگا۔ (ت)

اور نیز یہ جو اُس میں نقلاً عن الحلیۃ ہے:

والاشبہ اطلاق الجواز عند امن سیلان القدر المانع قبل الفراغ من الصلوۃ۔[2]

زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ مطلقاً جائز ہے جبکہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے پہلے اس قدر (لعاب) جاری ہونے سے بے خوف ہو جو مانع طہارت ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

بوجہ اس کے اُس پر یعنی کلب کی طہارت عین پر مبنی ہونے کے بدلیل المبنی علی الصحیح صحیح (جس کی بنیاد صحیح پر ہو وہ صحیح ہوتا ہے۔ ت) کے صحیح ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی اعطی کل شیئ خلقہ ثم ھدی فکان اصل کل شیئ طاھرا اذ من القدوس الطاھر بدا وصلی اللہ تعالٰی علی السید الطیب الطاھر الذی میز

تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں جس نے ہر چیز کو اسکے لائق صورت دی پھر اسے ہدایت دی، پس ہر چیز کی اصل پاک ہے کیونکہ وہ پاکیزہ طاہر ذات کی طرف سے ظاہر ہوئی طیب و طاہر سردار پر

---

[1] ردالمحتار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۳۹

[2] ایضاً

بأربعين درهما وقضى في كلب ماشية بكبش ذكره ابن الملك[1] اھ۔

یہاں تک مروی ہے کہ ایک شخص نے شکاری کتا ہلاک کردیا تو آپ نے (اس کے خلاف) چالیس درہم کے ساتھ فیصلہ فرمایا اور جانوروں کی حفاظت کے لیے رکھے گئے کتے کے سلسلے میں ایک مینڈھا دینے کا فیصلہ فرمایا اسے ابن الملک نے ذکر کیا اھ (ت)

اقول ظاهره عزو ذلك الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وقد صرح به في الاسرار والنهاية وذخيرة العقبى[2] وغيرها من الشروح والاسفار فقالوا ان عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما روى عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم انه قضى في كلب باربعين درهما ولكن ظني ان المعروف[عہ] وقفه فلعل قضى في الموضعين على البناء للمفعول قال الامام الاجل ابوجعفر في شرح معاني الآثار نزول هذه الآية بعد تحريم الكلاب وان هذه الآية اعادت الجوارح المكلبين الى صيرتها حلالا واذا صارت كذلك كانت في سائر الاشياء التي هي حلال في حل امساكها واباحة اثمانها

اقول بظاہر یہ، رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے اور اسرار، نہایہ، ذخیرۃ العقبٰی وغیرہ شروح اور بڑی بڑی کتب میں اس کی تصریح کرتے ہُوئے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے کُتّے کے سلسلے میں چالیس درہم کا فیصلہ فرمایا لیکن میرے خیال میں اس کا موقوف ہونا معروف ہے شاید دونوں جگہوں میں "قُضِیَ" بنی للمفعول ہے — امام اجل ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار میں فرمایا کہ اس آیت کا نزول کتوں کو حرام قرار دینے کے بعد ہوا اور اس آیت نے سکھائے ہُوئے شکاری کتوں کو دوبارہ حلت کی طرف لوٹا دیا یعنی ان کا روکا ہوا شکار حلال ہوگا، ان کی قیمت لینا جائز ہوگی اور ان میں سے

www.alahazratnetwork.org

عہ بعد كتابتي لهذا المحل رأيت المحقق حيث اطلق ذكر الحديث في الفتح عن الاسرار ثم قال هذا لا يعرف الا موقوفا الخ ولله الحمد ۱۲ منه

اس جگہ کی کتابت کے بعد میں نے دیکھا کہ محقق علی الاطلاق نے اس حدیث کو فتح القدیر میں اسرار سے ذکر کیا ہے پھر فرمایا یہ حدیث نہیں پہچانی جاتی مگر موقوفاً الخ وللہ الحمد ۱۲ منہ (ت)

۱؎ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب الکسب وطلب الحلال مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۶/ ۳۸

۲؎ ذخیرۃ العقبٰی علی شرح الوقایۃ مسائل شتّٰی من البیع مطبع منشی نولکشور کانپور ۳/ ۴۰۰

الخبیث من الطیب بنور الھدی وعلٰی اٰلہ الاطائب وصحبہ الطاھر وبارك وسلم دائما ابدا قال احد کلاب الباب النبوی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البریلوی غفرﷲ لہ وحقق املہ اٰمین قول زید اصح وارجح واحق بالقبول واوفق بالمنقول والمعقول ہے۔

جس نے نورِ ہدایت کے ساتھ ناپاک کو پاک سے جُدا کردیا آپ کی پاکیزہ آل اور پاک صحابہ کرام پر ﷲ تعالٰی کی رحمت، برکت اور سلامتی ہمیشہ ہمیشہ نازل ہو۔ سگِ بابِ نبوی احمد رضا محمدی، سُنّی، حنفی، قادری، بریلوی، ﷲ تعالٰی اس کی بخشش کرے اور اس کی امید کو ثابت وسچ کرے (آمین) نے کہا کہ زید کا قول زیادہ صحیح، راجح اور قبولیت کا زیادہ حق رکھتا ہے نیز معقول ومنقول کے زیادہ موافق ہے (ت)

اور اس کے اکثر دلائل وجوابات صحیح ونجیح وقابل قبول فی الواقع ہمارے امام اعظم رضی ﷲ عنہ کے مذہب میں یہ جانور سائر سباع کے مانند ہے کہ لعاب نجس اور عین طاہر، یہی مذہب ہے صحیح واصح ومعتمد ومؤید بدلائل قرآن وحدیث ومختار وماخوذ للفتوٰی عند جمہور مشایخ القدیم والحدیث ہے۔ کلام زید میں بقدر کفایت اس کی تفصیل مذکور اور مسئلہ خود کثیر الدور ومعروف ومشہور لہٰذا اولٰی لمح الجواب وکشف الصواب جمیع ابحاث متقدمہ حدیث وفقہ وترجیح وتزییف میں اضافہ چند فائدہ زائدہ منظور

www.alahazratnetwork.org

اما الحدیث فنذکر ما ذکرا صحابنا ثم نورد تحقیق الروایۃ ثم نشیر الی تنقیح الدرایۃ

رہی حدیث تو ہم وہی ذکر کرینگے جو ہمارے اصحاب نے ذکر کیا پھر روایت کی تحقیق لائیں گے اسکے بعد درایت کی درستگی بیان کرینگے۔ (ت)

آثار عدیدہ میں مروی کہ کلب مملوک کے قاتل پر ضمان لازم اور سگ شکاری کو عورت کا مہر مقرر کرسکتے ہیں۔

قال العلامۃ علی القاری علیہ رحمۃ الباری فی المرقاۃ کتاب البیوع باب الکسب تحت حدیث ابی مسعود الانصاری رضی ﷲ تعالٰی عنہ ان رسول ﷲ صلی ﷲ تعالٰی علیہ وسلم نھی عن ثمن الکلب ما نصہ ھو محمول عندنا علی ما کان فی زمنہ صلی ﷲ تعالٰی علیہ وسلم حین امر بقتلہ وکان الانتفاع بہ یومئذ محرما ثم رخص فی الانتفاع بہ حتی روی انہ قضی فی کلب صید قتلہ رجل

علامہ ملّا علی قاری ان پر ﷲ تعالٰی کی رحمت ہو، نے مرقاۃ کے کتاب البیوع، باب الکسب میں حضرت ابومسعود انصاری رضی ﷲ تعالٰی عنہ کی حدیث کہ "رسول اکرم صلی ﷲ علیہ وسلم نے کتّے کی قیمت وصول کرنے سے منع فرمایا" کے تحت فرمایا" جو کچھ انہوں نے ذکر کیا وہ ہمارے نزدیک اس پر محمول ہے جو نبی اکرم صلی ﷲ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا جب آپ نے اسے ماردینے کا حکم دیا اور ان دنوں اس سے نفع حاصل کرنا حرام تھا پھر اس سے انتفاع کی اجازت دے دی

وضمان متلفیھا ما اتلفوا منھا کغیرھا و قد روی فی ذلك عمن بعد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حدثنا یونس ثنا ابن وھب قال سمعت ابن جریج یحدث عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عبداللہ بن عمرو انہ قضی فی کلب صید قتلہ رجل باربعین درھما وقضی فی کلب ماشیۃ بکبش اھ ثم اسند عن ابن شھاب الزھری انہ قال اذا قتل الکلب المعلم فانہ یقوم قیمتہ فیغرمہ الذی قتلہ ثم عن محمد بن یحیی بن حبان الانصاری قال کان یقال یجعل فی الکلب الضاری اذا قتل اربعون درھما[1] اھ وفی عمدۃ القاری للعلامۃ البدر محمود العینی عن عثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ اجاز الکلب الضاری فی المھر وجعل علی قاتلہ عشرین من الابل[2] ذکرہ ابوعمر فی التمھید۔

جو کچھ ضائع کیا گیا، ضائع کرنے والے پر اس کی ضمان ہوگی جیسا کہ دوسرے جانوروں میں ہوتا ہے (یہ مطلب نہیں کہ تو واس کا کھانا حلال ہوگیا) اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد والوں (صحابہ کرام و تابعین) سے بھی روایات مروی ہیں۔ ہم (امام طحاوی) سے یونس نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہم سے ابن وہب نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ابن جریج سے سُنا وہ عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا (عبداللہ بن عمرو) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شکاری کتے کو کسی نے ہلاک کردیا تو انھوں نے اس کے بدلے میں چالیس درہم کا فیصلہ فرمایا اور جانوروں کی حفاظت کرنے والے کتے کے بارے میں ایک مینڈھے کا فیصلہ کیا اھ ــــ پھر (امام طحاوی نے) ابن شہاب زہری کا قول نقل کیا انھوں نے فرمایا: جب معلّم کتا ہلاک کیا جائے تو اس کی قیمت معین کرکے قاتل تاوان ادا کرے ــــ پھر محمد بن یحیٰی بن حبان کا قول نقل کیا فرماتے ہیں کہا جاتا تھا کہ جب کوئی شخص شکاری کتے کو ہلاک کرے تو اس کے بدلے میں چالیس درہم مقرر کیے جائیں اھ ــــ علامہ بدرالدین عینی محمود کی عمدۃ القاری میں ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے مہر میں شکاری کتا دینا جائز قرار دیا ہے اور اس کے قاتل پر بیس اونٹ تاوان رکھا ہے، اسے ابوعمر نے تمہید میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

ان احادیث سے کلب کا مال متقوم ہونا ثابت اور ظاہر کہ نجس العین مال متقوم نہیں تو واجب کہ طاہر العین ہو

ولذا جعل التضمین فی الدر مبنیا علی القول

اسی لیے دُرمختار میں اس کی ضمان مقرر کرنے کے لیے

---

[1] شرح معانی الآثار باب ثمن الکلب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۵۱

[2] عمدۃ القاری شرح البخاری ؍؍ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۱۲/ ۵۹

www.alahazratnetwork.org

بالطہارۃ حیث قال لیس الکلب بنجس العین عند الامام وعلیہ الفتوٰی فیباع ویؤجر ویضمن[1] الخ قال الشامی ھذہ الفروع بعضہا ذکرت احکامہا فی الکتب ھکذا و بعضہا بالعکس والتوفیق بالتخریج علی القولین کما بسطہ فی البحر[2] الخ۔

طہارت کے قول کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ جب انہوں نے فرمایا کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک کُتّا نجسِ عین نہیں ہے۔ اور اسی پر فتوٰی ہے لہذا اسے بیچا جا سکتا ہے اُجرت پر دیا جا سکتا ہے اور اس کی ضمان بھی (واجب) ہوگی الخ علامہ شامی نے فرمایا، ان فروع میں سے بعض کے احکام، کتب میں اس طرح ذکر کیے گئے ہیں اور بعض کے بالعکس، اور ان کے درمیان مطابقت دونوں پر تخریج کی صورت میں ہو سکتی ہے جیسا کہ البحر الرائق میں اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے الخ

اقول وانتظر ما نذکرہ فی جواز البیع وفتش تعرف۔

اقول جو کچھ ہم بیع کے جواز میں ذکر کریں گے اس کا انتظار کرو اور جستجو کرو گے جان لو گے (ت)

واما الفقہ فنقول نقول کثیرۃ بثیرۃ شائعۃ فی کتب المذہب متونا وشروحا وفتاوٰی۔

رہا فقہ کے بارے، تو ہم کہتے ہیں کتب مذہب میں چاہے وہ متون شروح ہوں یا فتاوٰی، ان میں اس مسئلہ کا بکثرت ذکر ہے۔ (ت)

مختصر[1] قدوری و ہدایہ[2] و وقایہ[3] و نقایہ[4] و مختار[5] و کنز[6] و وافی[7] و اصلاح[8] و نور الایضاح[9] و ملتقی[10] و تنویر[11] وغیرہا عامہ متون میں تصریح صریح ہے کہ:

کل اھاب دبغ فقد طھر الا جلد الخنزیر و الاٰدمی[3]۔

خنزیر اور آدمی کے چمڑے کے علاوہ جس چمڑے کو بھی دباغت دی جائے وہ پاک ہوجاتا ہے (ت)

اس کلیہ سے صرف یہی دو استثنا فرماتے ہیں استثنائے کلب کا اصلاً پتا نہیں دیتے و لہذا علامہ زین[12] العلماء نے البحر الرائق[13] پھر علامہ حسن شرنبلالی نے غنیہ[14] ذوی الاحکام میں تبعا للمحقق علی الاطلاق فے الفتح فرمایا:

الذی یقتضیہ عموم ما فی المتون کالقدوری والمختار والکنز طہارۃ عینہ ولم یعارضہ

متون مثلاً مختصر القدوری، المختار اور کنز الدقائق کا عموم اسی بات کا مقتضی ہے کہ اس (کتے) کا عین پاک

---

[1] درمختار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۳۸
[2] ردالمحتار " " ۱/۱۳۹
[3] المختصر للقدوری کتاب الطہارۃ مطبوعہ مجیدی کانپور ص ۷

www.alahazratnetwork.org

مالیوجب نجاستها فوجب احقیة تصحیح عدم نجاستها[1] الخ۔

ہے اور ایسی کوئی چیز معارض نہیں جو اس کی نجاست کو واجب کرتی ہو لہذا اس کی طہارت کا زیادہ حق ہونا ثابت ہوا۔ (ت)

علامہ سید ابو سعود ازہری نے فتح اللہ المعین[14] میں فرمایا :

قوله وکل اهاب مقتضی هذه الکلیة طهارة جلد الکلب بالدباغ بناء علی ماهو المفتی به من انه لیس بنجس العین[2]۔

اس کا قول "وکل اهاب" (اور ہر چمڑا) ایک ایسا کلیہ ہے جس کے مطابق کتے کا چمڑا بھی دباغت کے ذریعے پاک ہوجاتا ہے اس کی بنیاد وہ مفتی بہ قول ہے کہ یہ نجس عین نہیں ہے۔ (ت)

اسی میں حکم قیل بیان کرکے فرمایا :

وکذا الکلب ایضا علی ماعلیه الفتوی من طهارة عینه وان رجح بعضهم النجاسة[3]۔

کُتّے کا بھی یہی حکم ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی طہارتِ ذاتی پر فتوٰی ہے اگرچہ ان (فقہاءِ کرام) میں سے بعض نے نجاست کو ترجیح دی ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

امام ابو البرکات عبد اللہ محمود نسفی کافی شرح وافی[15] میں فرماتے ہیں :

الکلب لیس بنجس العین لانه ینتفع به حراسة واصطیادا فکان کالفهد فیطهر بالدباغ[4]۔

کتا نجسِ عین نہیں ہے کیونکہ حفاظت اور شکار کے لیے اس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے لہذا وہ چیتے کی طرح ہے پس دباغت سے پاک ہوجائے گا۔ (ت)

اسی طرح مستخلص الحقائق[16] میں ہے۔

امام زیلعی[17] تبیین الحقائق[18] پھر علامہ شرنبلالی غنیہ میں فرماتے ہیں :

فی الکلب روایتان بناء علی انه نجس العین اولا والصحیح انه لایفسد مالم یدخل

اس بنیاد پر کہ کتا نجس عین ہے یا نہیں اس کے بارے میں دو روایتیں ہیں صحیح یہ ہے کہ (پانی وغیرہ) خراب

---

[1] فتح القدیر باب ماء الذی یجوز به الوضوء الخ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۸۳
[2] فتح اللہ المعین کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۷۱
[3] ایضاً
[4] کافی شرح وافی

فاء لانہ لیس بنجس العین[1]

نہیں کرتا جب تک منہ نہ ڈالے کیونکہ وہ نجس عین نہیں ہے۔ (ت)

ملتقی الابحر اور اس کی شرح مجمع الانہر[18] میں ہے:

(کل اھاب دبغ فقد طھر الا جلد الآدمی لکرامتہ والخنزیر لنجاسۃ عینہ) واختلف فی جلد الکلب والصحیح انہ یطھر[2]

(ہر چمڑا جسے دباغت دی جائے پاک ہوجاتا ہے مگر آدمی کا چمڑا اس کی عزت اور خنزیر کا چمڑا اس کے نجس عین ہونے کی وجہ سے پاک نہیں ہوتا) کتے کے چمڑے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہوجاتا ہے۔ (ت)

نقایہ اور اُس کی شرح جامع الرموز[19] میں ہے:

(کل اھاب دبغ طھر الا جلد الخنزیر والآدمی) فی الاکتفاء رمز الی ان الکلب یطھر بہ خلافا للصاحبین ففی کونہ نجس العین خلاف کما فی الزاھدی والاول الصحیح کما فی التحفۃ[3]۔

(جس چمڑے کو دباغت دی جائے پاک ہوجاتا ہے سوائے خنزیر اور آدمی کے چمڑے کے) (ان دونوں پر) اکتفاء کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دباغت سے کتے کا چمڑا پاک ہوجاتا ہے اس میں صاحبین کا اختلاف ہے جیسا کہ زاہدی میں ہے۔ پہلا قول صحیح ہے جیسا کہ تحفہ میں ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح میں ہے:

تنزح (بوقوع خنزیر ولو خرج حیا ولم یصب فمہ الماء) لنجاسۃ عینہ (و) تنزح (بموت کلب) قید بموتہ فیھا لانہ غیر نجس العین علی الصحیح[4]۔

خنزیر کے گرنے سے سارا پانی نکالا جائے اگرچہ زندہ نکلے اور اس کا منہ پانی تک نہ پہنچا ہو کیونکہ وہ نجس عین ہے، اور کتے کے مرنے سے تمام پانی نکالا جائے، اس کے ساتھ موت کی قید اس لیے لگائی ہے کہ صحیح قول کے مطابق یہ نجس عین نہیں ہے۔ (ت)

علامہ احمد مصری اس کے حاشیہ[20] میں فرماتے ہیں:

---

[1] غنیہ ذوی الاحکام برحاشیۃ الدرر الحکام مطبعۃ احمد کامل الکائنۃ فی دار السعادۃ ۱/۲۷

[2] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر فصل فی ابحاث الماء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۲

[3] جامع الرموز کتاب الطہارۃ المکتبۃ الاسلامیۃ گنبد قاموس ایران ۱/۵۴

[4] مراقی الفلاح علی حاشیۃ الطحطاوی فصل فی مسائل الآبار نور محمد کارخانہ کراچی ص ۲۱

هو قول الامام رضی اللہ تعالٰی عنہ وعندھما نجس العین کالخنزیر والفتوٰی علی قول الامام وان رجح قولھما کما فی الدر عن ابن الشحنۃ۔[1]

امام اعظم رحمہ اللہ کا یہی قول ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک یہ خنزیر کی طرح نجس عین ہے، فتوٰی امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر ہے اگرچہ صاحبین کے قول کو ترجیح دی گئی ہے جیسا کہ درمختار میں ابن الشحنہ سے منقول ہے۔ (ت)

علامہ محقق محمد محمد محمد ابن امیر الحاج[21] حلیہ میں فرماتے ہیں،

کون الکلب لیس بنجس العین ھو الراجح۔

کتے کے نجس عین نہ ہونے کو ترجیح حاصل ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے،

قد سلف مرارا انہ القول الراجح۔[2]

بارہا گزر چکا ہے کہ اسی قول کو ترجیح ہے۔ (ت)

یہی قول امام صدر[22] شہید کا مختار ہے،

کما فی الطحطاوی علی الدر وفی الحلیۃ عن الذخیرۃ عن شرح الطحاوی ان الکلب لیس بنجس العین[3] وھو اختیار الصدر الشہید۔

جیسا کہ درمختار کی شرح طحطاوی میں اور حلیہ میں ذخیرہ کے حوالے سے شرح طحاوی سے منقول ہے کہ کتّا نجسِ عین نہیں ہے۔ صدر الشہید کا مختار قول بھی یہی ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

اُسی میں تحفۃ[23] الفقہاء امام علاء الدین سمرقندی ومحیط[24] امام رضی الدین وبدائع[25] امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی رحمہم اللہ تعالٰی سے ہے،

الصحیح انہ لیس بنجس العین۔[4]

صحیح بات یہ ہے کہ نجس عین نہیں ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

وفی موضع اٰخر من البدائع وھذا اقرب القولین الی الصواب انتہی ومشی علیہ غیر واحد من المشایخ۔[5]

بدائع میں دوسرے مقام پر ہے کہ یہ قول صحت کے زیادہ قریب ہے اھ اکثر مشائخ نے یہی راہ اختیار کی ہے۔ (ت)

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی فصل فی مسائل الآبار نور محمد کارخانہ کراچی ص ۲۱

[2] حلیہ ابن امیر الحاج

[3] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار باب المیاہ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۱۴

[4] بدائع الصنائع فصل فی طہارۃ الحقیقیۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی ۱/۶۳

[5] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ فصل اما بیان المقدار الذی الخ ۱/۷۴

علامہ ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ[26] میں فرماتے ہیں :

الذی تقتضیه الدرایة عدم نجاسة عینه لما قال صاحب الهدایة و لعدم الدلیل علی نجاسة العین والاصل عدمها والدلیل الدال علی نجاسة سؤره لایقتضی نجاسة عینه[1]۔

درایت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا عین ناپاک نہیں جیسا کہ صاحبِ ہدایہ نے فرمایا نیز اس کے نجس ہونے پر کوئی دلیل نہیں اور اصل چیز عدم ہے اور وہ دلیل جو اس کے جُھوٹے کے ناپاک ہونے پر دلالت کرتی ہے وہ اس کے نجس عین ہونے کی متقضی نہیں ہے۔ (ت)

صغیری[27] میں فرمایا :

جرو الکلب اذا جلس علیه بنفسه فعلی الروایة الصحیحة ینبغی ان تجوز صلاته لانه غیر حامل للنجاسة[2] اھ ملخصا۔

اگر اس (نمازی) پر کتے کا بچہ خود بخود بیٹھ جائے تو صحیح روایت کے مطابق مناسب ہے کہ اس کی نماز جائز ہو کیونکہ وہ نجاست اٹھائے ہوئے نہیں ہے اھ ملخصا (ت)

علامہ شرنبلالی تیسیر[28] المقاصد شرح نظم الفرائد میں فرماتے ہیں ،

الکلب لیس نجس العین فی الاصح[3]۔

اصح قول کے مطابق کتا نجس عین نہیں ہے۔ (ت)

حاشیۂ طحطاویہ علی الدر میں ہے

www.alahazratnetwork.org

علی القول بان الکلب لیس بنجس العین لاینجسه اذا لم یصل فمه الماء وهو الاصح[4]۔

اس قول کی بنیاد پر کہ کتا نجسِ عین نہیں ہے وہ پانی (وغیرہ) کو ناپاک نہیں کرے گا جب تک اس کا منہ پانی تک نہ پہنچے، یہی زیادہ صحیح ہے۔ (ت)

اُسی[29] میں کتاب التجنیس[30] والمزید للامام برہان الدین الفرغانی سے ہے، انه الاصح[5] (یہی زیادہ صحیح ہے۔ ت) بزازیہ[31] میں اسی سے یُوں ہے، هو الصحیح[6] (وہی صحیح ہے۔ ت) نیز وجیز[32] میں جامع صغیر

---

[1] غنیۃ المستملی فصل فی البئر مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۵۹
[2] صغیری شرح منیۃ المصلی فصل فی الآسار مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۰۷
[3] تیسیر المقاصد شرح نظم الفرائد
[4] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر باب المیاہ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۱۷
[5] " " " " " " ۱/۱۱۴
[6] فتاوٰی بزازیہ علی حاشیۃ فتاوٰی ہندیہ السادس فی ازالۃ الحقیقیۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۲۱

سے ہے:

جلدہ یطہر بالدباغ عندنا۔[1]

ہمارے نزدیک اس کا (کتے کا) چمڑا دباغت سے پاک ہوجاتا ہے۔ (ت)

اُسی میں نصاب[33] سے ہے:

انکان الجرو مشدود الفم تجوز اھ یعنی صلاۃ حاملہ۔[2]

اگر کتے کے بچے کا منہ باندھا ہوا ہو تو (نماز) جائز ہے اھ یعنی اُسے اٹھانے والے کی نماز جائز ہے۔ (ت)

مجموعہ علامہ القروی[34] میں ہے:

سنہ لیس بنجس[3] (اس کا دانت ناپاک نہیں ہے۔ ت)

اسی میں بحوالہ قنیہ[35] امام اجل ابونصر دبوسی[36] سے ہے:

طین الشارع ومواطئ الکلاب فیہ طاھر الا اذا رأی عین النجاسۃ قال وھو الصحیح من حیث الروایۃ وقریب المنصوص عن اصحابنا۔[4]

راستے کا کیچڑ اور اس میں کتوں کی گزرگاہ پاک ہے مگر جب اس میں عینِ نجاست دیکھے۔ فرمایا روایت کے اعتبار سے یہی صحیح ہے اور ہمارے اصحاب کی تصریح کے قریب ہے۔ (ت)

اسی طرح طریقہ محمدیہ[37] میں مجمع الفتاوٰی[38] سے ہے۔ خلاصہ[39] میں ہے:

لوصلی فی عنقہ قلادۃ فیھا من کلب او ذئب تجوز صلاتہ۔[5]

اگر کسی آدمی نے نماز پڑھی اور اس کی گردن میں ایک ہار تھا جس میں کتے یا بھیڑیے سے کوئی چیز تھی (مثلاً بال وغیرہ) تو اس کی نماز جائز ہے (ت)

اسی طرح اس مذہب مہذب کی تصحیح و ترجیح اور اس پر جزم و اعتماد و بنا و تفریع شراح ہدایہ مثل

۱؎ فتاوٰی بزازیہ علی حاشیۃ فتاوٰی ہندیہ السادس فی ازالۃ الحقیقیۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۲۱
۲؎ " " " " السابع فی النجس " " "
۳؎ فتاوٰی القرویہ کتاب الطہارۃ دارالاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ۱/ ۴
۴؎ " " " " " " " "
۵؎ خلاصۃ الفتاوٰی الفصل السابع مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۴۴

علامہ[40] قوام الدین کاکی و علامہ[41] سغناقی صاحب نہایہ وغیرہما و عقد[42] الفوائد شرح نظم الفرائد للعلامۃ ابن الشحنۃ و امام[43] اسبیجابی شارح مختصر طحاوی و ذخیرۃ[44] و توشیح[45] شرح الہدایہ للعلامۃ السراج الہندی و تجرید[46] و عمدۃ[47] المفتی وغیرہا سے ثابت

بحرالرائق میں ہے:

صحح فی الهدایة طهارة عینه وتبعه شارحوها کالاتقانی والکاکی والسغناقی۔[1]

ہدایہ میں اس کی ذاتی طہارت کو صحیح قرار دیا گیا ہے اور اس کے شارحین جیسے اتقانی، کاکی اور سغناقی نے بھی اسی کی پیروی کی ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے:

وقد صرح فی عقد الفوائد شرح منظومة ابن وهبان بان الفتوی علی طهارة عینه۔[2]

ابن وہبان کی منظوم شرح عقد الفوائد میں تصریح کی گئی ہے کہ فتوی اس کی ذاتی طہارت پر ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے:

قال القاضی الاسبیجابی واما الکلب یحتمل الذکاة والدباغة فی ظاهر الروایة خلافا لما روی الحسن۔[3]

قاضی اسبیجابی نے کہا ظاہر روایت کے مطابق کتا ذبح اور دباغت کا احتمال رکھتا ہے یہ حسن کی روایت کے خلاف ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے:

ذکر فی السراج الوهاج معزیا الی الذخیرة اسنان الکلب طاهرة واسنان الأدمی نجسة لان الکلب یقع علیه الذکاة بخلاف الخنزیر والأدمی اھ ولایخفی ان هذا کله علی القول بطهارة عینه لانه علله بکونه یطهر بالذکاة۔[4]

السراج الوہاج میں، ذخیرہ کے حوالے سے ذکر کیا گیا کہ کتے کے دانت پاک ہیں اور آدمی کے دانت ناپاک ہیں کیونکہ کتے کو ذبح کیا جا سکتا ہے نہ کہ خنزیر اور آدمی کو اھ مخفی نہیں کہ یہ تمام باتیں اس کی ذاتی طہارت کے قول کی بنیاد پر ہیں کیوں کہ انہوں نے اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ وہ ذبح کے ساتھ پاک ہو جاتا ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

---

[1] البحرالرائق	کتاب الطہارۃ	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۱/۱۰۱
[2] 〃	〃	〃 〃 〃	〃
[3] 〃	〃	〃 〃 〃	۱/۱۰۲
[4] 〃	〃	〃 〃 〃	۱/۱۰۳

اُسی میں ہے :

ذکر السراج الهندی فی شرح الهدایة معزیا الی التجرید ان الکلب لو اتلفه انسان ضمنه ویجوز بیعه وتملیکه وفی عمدة المفتی لو استأجر الکلب یجوز[1]۔

السراج الہندی نے ہدایہ کی شرح میں تجرید کی طرف منسوب کرتے ہُوئے ذکر کیا کہ اگر کوئی شخص کسی کتے کو مارڈے تو ضامن ہوگا اور اس کا بیچنا اور اس کا مالک بنانا جائز ہے۔ عمدۃ المفتی میں ہے کتا اُجرت پر لینا جائز ہے۔ (ت)

اس کے حاشیہ منحۃ الخالق میں نہر الفائق سے ہے :

القول بطهارة عینه هو الاصح[2] اھ ملخصا۔

اس کے طاہر عین ہونے کا قول ہی زیادہ صحیح ہے اھ تلخیص

مرقاۃ[3] میں زیرِ حدیث اذا دبغ الاهاب فقد طهر (جب چمڑے کو دباغت دی جائے تو وہ پاک ہوجاتا ہے۔ ت) علامہ ابن ملک سے نقل فرمایا :

هذا بعمومه حجة علی الشافعی فی قوله جلد الکلب لا یطهر بالدباغ واستثنی من عمومه الاٰدمی تکریماله والخنزیر لنجاسة عینه[3]۔

یہ (حدیث) اپنے عموم کے ساتھ امام شافعی رحمہ اللہ کے اس قول میں کہ کتے کا چمڑا دباغت سے پاک نہیں ہوتا ان کے خلاف حجت ہے اسکے عموم کی وجہ سے آدمی کو اس کی عزت واحترام کے پیشِ نظر اور خنزیر کو اس کے نجس عین ہونے کی وجہ سے مستثنٰی کیا گیا ہے۔ (ت)

یہ پچاس ہیں ان میں اگرچہ ضمناً ہدایہ و دُرمختار و اتقانی و مراقی و نہر کا بھی ذکر آیا مگر یہ کلام زید میں معدود ہوچکی تھیں لہذا انہیں شمار نہ کیا۔

وانما لم نعد السراج الوهاج لانه وان نقل عن الذخیرة مامر لکنه ذکر ان جلد الکلب نجس وشعره طاهر هو المختار[4] اھ وهذا قول ثالث ذکره الولوالجی وغیره واعتمده الفقیه

ہم سراج وہاج کو شمار نہیں کرتے کیونکہ اگرچہ اس نے ذخیرہ سے نقل کیا جیسا کہ گزر گیا لیکن اس نے ذکر کیا کہ کتے کا چمڑا ناپاک اور اس کے بال پاک ہیں۔ یہی مختار ہے اھ۔ یہ تیسرا قول ہے جسے ولوالجی وغیرہ نے ذکر کیا اور

---

[1] البحر الرائق کتاب الطہارۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۳
[2] منحۃ الخالق علی البحر " " " ۱/۱۰۲
[3] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ فصل اول من باب تطہیر النجاسات مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/۷۰
[4] البحر الرائق کتاب الطہارۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۲

ابو اللیث فی فتاواہ وحکاہ فی العیون عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی ان الکلب اذا دخل الماء فانتفض فاصاب ثوبا افسدہ ولو اصابہ مطر لا لان فی الاول اصاب الماء جلدہ وجلدہ نجس وفی الثانی شعرہ وشعرہ طاہر[1] لیس فیہ ان القائلین بنجاسۃ العین متفقون علی طہارۃ الشعر کما ظنہ البحر حیث قال بعد ذکر طہرہ لا یخفی ان ھذا علی القول بنجاسۃ عینہ ویستفاد منہ ان الشعر طاہر علی القول بنجاسۃ عینہ لما ذکرفی السراج الوھاج[2] الخ ثم قال بعد کلام طویل علم مما قررناہ انہ لا یدخل فی قول من قال بنجاسۃ عین الکلب الشعر بخلاف قولھم بنجاسۃ عین الخنزیر[3] الخ و تبعہ الشرنبلالی ثم الدر ثم ابو السعود و ھذا نظم الدر لاخلاف فی نجاسۃ لحمہ وطہارۃ شعرہ[4] اھ قال السید العلامۃ فی رد المحتار یفھم من عبارۃ السراج ان القائلین بنجاسۃ عینہ اختلفوا فی طہارۃ شعرہ والمختار الطہارۃ وعلیہ یبتنی ذکر الاتفاق لکن ھذا اشکل لان

فقیہ ابو اللیث نے اپنے فتاوٰی میں اس پر اعتماد کیا اور عیون میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ کتا جب پانی میں داخل ہو کر اپنے آپ کو جھاڑے اور اس سے کپڑے پر چھینٹے پڑ جائیں تو کپڑے کو ناپاک کر دے گا اور اگر اسے بارش پہنچے تو کپڑا خراب نہیں ہوگا، کیونکہ پہلی صورت میں پانی اس کے چمڑے کو پہنچا اور اس کا چمڑا ناپاک ہے جبکہ دوسری صورت میں پانی اس کے بالوں کو پہنچا اور اس کے بال پاک ہیں۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس کے نجس عین ہونے کا قول کرنے والے بالوں کی طہارت پر متفق ہیں جیسا کہ صاحب بحر الرائق نے گمان کیا جب اس کی طہارت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا مخفی نہ رہے کہ یہ بات اس کے نجس عین ہونے کے قول پر مبنی ہے اور اس سے مستفاد ہے کہ نجاست ذاتی کا قول کرنے کی صورت میں بھی بال پاک ہیں، جیسا کہ سراج وہاج میں ذکر کیا گیا الخ ـــــ پھر طویل کلام کے بعد فرمایا اس چیز سے جس کو ہم نے ثابت کیا، معلوم ہوا کہ جو شخص کتے کے نجس عین ہونے کا قائل ہے اس کے قول میں بال داخل نہیں بخلاف ان کے اس قول کے کہ خنزیر نجس عین ہے (یعنی اس کے بال بھی ناپاک ہیں) الخ شرنبلالی پھر دُرِّمختار اور ابو السعود نے اس کی اتباع کی

---

[1] درر شرح غرر	قبیل فصل بئر	مطبعۃ احمد کامل الکائنۃ فی دار سعادۃ	۲۴/۱
[2] البحر الرائق	کتاب الطہارۃ	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۱۰۲/۱
[3] البحر الرائق	کتاب الطہارۃ	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۱۰۳/۱
[4] درمختار	باب المیاہ	مطبوعہ مجتبائی دہلی	۳۸/۱

www.alahazratnetwork.org

نجاسۃ عینہ تقتضی نجاسۃ جمیع اجزائہ ولعل ما فی السراج محمول علی ما اذا کان میتا لکن ینافیہ ما مر عن الولوالجیۃ نعم قال فی المنح وفی ظاھر الروایۃ اطلق ولم یفصل ای انہ لو انتفض من الماء فاصاب ثوب انسان افسدہ سواء کان البلل وصل الی جلدہ اولا وھذا یقتضی نجاسۃ شعرہ فتأمل [1] اھ

درمختار کی عبارت یہ ہے کہ "اس کے گوشت کے ناپاک اور بالوں کے پاک ہونے میں کوئی اختلاف نہیں" اھ سیّد علامہ (ابن عابدین) نے ردالمحتار میں فرمایا سراج کی عبارت سے معلوم ہوا ہے کہ اس کی ذاتی نجاست کے قائلین کا اس کے بالوں کی طہارت میں اختلاف ہے اور مختار، طہارت ہے اور اسی پر ذکر اتفاق کی بنیاد ہے۔ لیکن یہ مشکل ہے کیونکہ اس کا نجسِ عین ہونا تمام اجزا کی نجاست کا تقاضا کرتا ہے اور شاید جو کچھ سراج میں ہے وہ اس کے مُردہ ہونے کی صورت پر محمول ہو لیکن جو کچھ ولوالجیہ سے گزرا ہے وہ اس کے منافی ہے ہاں المنح میں فرمایا" اور ظاہر روایت میں مطلقاً ہے تفصیل سے بیان نہیں کیا یعنی اگر وہ پانی سے نکل کر اپنے آپ کو جھاڑے اور پانی انسان کے کپڑے کو لگ جائے تو اسے ناپاک کر دے گا برابر ہے رطوبت اس کے چمڑے تک پہنچے یا نہ، اور یہ بات اس کے بالوں کی نجاست کا تقاضا کرتی ہے پس غور کرو اھ۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

اقول فیہ بحث من وجوہ۔

الاول ضمیر ھو المختار فی عبارۃ السراج کما یحتمل رجوعہ الی کل من نجاسۃ الجلد وطہارۃ الشعر کذلک الی الکل اعنی المجموع من حیث ھو مجموع فیکون المعنی ان قول القائل بان جلدہ نجس وشعرہ طاھر ھو المختار دون قول من یقول بطہارۃ الجمیع وح یکون التصحیح ناظرا الی ھذا القول الثالث ولا یفھم خلافا بین قائلی النجاسۃ

اقول اس میں کئی وجوہ سے بحث ہے:

اول سراج کی عبارت میں "ھو المختار" کی "ھو" ضمیر جیسے "نجاسۃ الجلد" اور "طہارۃ الشعر" میں سے ہر ایک کی طرف رجوع کا احتمال رکھتی ہے اسی طرح وہ کل یعنی مجموع کی طرف اس حیثیت سے کہ وہ دونوں کا مجموعہ ہے لوٹنے کا احتمال بھی رکھتی ہے۔ پس معنٰی یہ ہوگا کہ قائل کا قول "اس کا چمڑا ناپاک اور بال پاک ہیں" یہی مختار ہے نہ اس کا قول جو دونوں کی طہارت کا قائل ہے اور اس وقت تصحیح اس تیسرے قول کی طرف

---

[1] ردالمحتار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۳۹

فی طہارۃ الشعر۔

الثانی ظاھر کلامی البحر والدر لایدخل ولاخلاف لکونھما نکرۃ او فی معناھا داخلین تحت النفی ناطق بنفی الخلاف اصلا وآب عن البناء علی روایۃ دون اخری ولاحاجۃ الیہ علی ما قررنا عبارۃ السراج کما تری۔

الثالث لاغرو فی حمل الکلب علی المیت الغیر المذکی والجلد علی غیر المدبوغ فلربما تترك امثال القیود اعتمادا علی معرفتھا فی مواضعھا ولذا انما قال فی المنیۃ وفی البقالی قطعۃ جلد کلب التزق بجراحۃ فی الرأس یعید ما صلی بہ اھ[1] فسرہ العلامۃ الشارح ابرھیم الحلبی ھکذا جلد کلب ای غیر مدبوغ ولامذکی یعید ماصلی بہ ای بذلك الجلد اذا کان اکثر من قدر الدرھم وحدہ اوبانضمام نجاسۃ اخری وھذا ظاھر[2] اھ وح لا ملمح لکلام السراج الی قول نجاسۃ العین کما افاد

متوجہ ہوگی اور نجاست (کتے کے نجس عین ہونے) کے قائلین کے درمیان بالوں کی طہارت میں اختلاف نہیں سمجھا جائے گا۔

دوم البحرالرائق اور درمختار کا ظاہر کلام "لایدخل" اور "لاخلاف" نکرہ یا اس کے حکم میں ہیں جو نفی کے تحت داخل ہوکر اختلاف کی بالکل نفی کرتا ہے اور اس بات سے انکار کرتا ہے کہ یہ ایک روایت پر مبنی ہو دوسرے پر نہ ہو اور اس کی حاجت بھی نہیں جیسا کہ ہم نے سراج کی عبارت سے ثابت کیا جس طرح تم دیکھ رہے ہو۔

سوم کتے سے مراد غیر مذبوح اور چمڑے سے بغیر دباغت چمڑا مراد لینا تعجب خیز بات نہیں کیونکہ بعض اوقات امثال قیود کو ان کے مقام پر حصول معرفت پر اعتماد کرتے ہوئے چھوڑ دیا جاتا ہے اسی لئے جب منیہ نے کہا کہ بقالی میں ہے کتے کے چمڑے کا ٹکڑا سر میں زخم کے ساتھ چمٹ گیا تو پڑھی گئی نماز لوٹائے اھ علامہ شارح ابراہیم حلبی نے اس کی وضاحت یوں کی کہ اسی طرح کتے کا چمڑا یعنی جسے دباغت نہ دی گئی ہو اور نہ اس (کتے) کو ذبح کیا گیا اس چمڑے کے ساتھ جو نماز پڑھی ہے اسے لوٹائے جبکہ وہ تنہا (چمڑا) ایک درہم سے زائد ہو یا اس کے ساتھ دوسری نجاست مل ہوئی ہو اور یہ ظاہر ہے اھ اس وقت سراج کے کلام میں نجاست عین

---

[1] منیۃ المصلی فصل الآسار مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۱۵۸
[2] غنیۃ المستملی فصل فی الآسار مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۹۱

ھو رحمہ اللہ تعالٰی ولا یحکم علیہ بمنافاتہ لما ذکر الولوالجی کما لایخفی فانہ وان نافاہ فقد وافق لاصح الارجح ولیس السراج ھھنا فی بیان کلام الولوالجی حتی یجب التوافق بینھما۔

الرابع ھب ان نجاسۃ العین تقتضی نجاسۃ جمیع الاجزاء لکن لقائل ان یقول لابدع فی استثناء الشعر الاتری ان الخنزیر نجس العین باتفاق مذھب اصحابنا الثلثۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم ومع ذلک محمد یقول بطھارۃ شعرہ فی الخلاصۃ من الفصل السابع من کتاب الطہارۃ شعر الخنزیر اذا وقع فی البئر علی الخلاف عند محمد لاینجس لان حل الانتفاع یدل علی طھارتہ وعند ابی یوسف ینجس لانہ نجس العین ویجوز الخرز بہ للضرورۃ[1] اھ وفی الغرر لمولی خسرو شعر المیتۃ طاھر وکذا شعر الخنزیر عند محمد قال فی الدرر لضرورۃ استعمالہ فلاینجس الماء بوقوعہ فیہ وعند ابی یوسف نجس فینجس الماء[2] اھ

کے قول کی طرف اشارہ نہیں ہوگا جیسا کہ انہوں (صاحبِ بحر) نے بتایا اور نہ ہی ان پر یہ الزام ہوگا کہ یہ ولوالجی کے کلام کے منافی ہے جیسا کہ مخفی نہیں کیونکہ وہ اگر اس کے منافی ہو تب بھی یہ اس کے موافق ہے جسے ترجیح دے کر اصح قرار دیا گیا ہے اور سراج یہاں ولوالجی کے کلام کے درپے نہیں کہ ان دونوں کے درمیان موافقت واجب ہو۔

چہارم عین نجاست کا تمام اجزاء کی نجاست کا مقتضی ہونا مسلّم ہے لیکن قائل کہہ سکتا ہے کہ بالوں کا استثناء کوئی نئی بات نہیں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہمارے تینوں اصحاب (احناف) رضی اللہ عنہم خنزیر کے نجس عین ہونے پر متفق ہیں لیکن اس کے باوجود امام محمد رحمہ اللہ اس کے بالوں کی طہارت کے قائل ہیں، خلاصہ میں طہارت کی ساتویں فصل میں ہے کہ خنزیر کے بال کنویں میں گر جائیں تو اس میں اختلاف ہے امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک پانی ناپاک نہیں ہوگا کیونکہ انتفاع کا جائز ہونا اس کی طہارت پر دلالت کرتا ہے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ناپاک ہو جائے گا کیونکہ وہ نجس عین ہے اور اس کے ساتھ سلائی کرنا ضرورت کے تحت جائز ہے اھ مولٰی خسرو کی غرر میں ہے کہ مردار کے بال پاک ہیں۔ اسی طرح امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک خنزیر کے بال بھی پاک ہیں الدرر میں "ضرورتِ استعمال کے لیے" فرمایا۔ پس اس کے

---

[1] خلاصۃ الفتاوٰی فصل سابع من کتاب الطہارۃ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۴۴

[2] درر شرح غرر قبیل فصل بئر مطبعۃ احمد کامل الکائنۃ فی دار سعادۃ ۱/ ۲۴

اقول حاصل التعلیل ان الضرورة اوجبت اباحة استعماله ثم اذا ثبت الاباحة ثبت الطھارة لان الشیئ اذا ثبت ثبت بلوازمه وجواب ابی یوسف رحمه الله تعالٰی ان ما ثبت بضرورة تقدر بقدرھا و**انت** تعلم انه بین البرھان فلاجرم ان صححه فی البدائع ورجحه فی الاختیار وجعله فی الدر ھو المذھب وبما قررنا کلام الدر بان الجواب عما اورد علیه السید العلامة ابو السعود الازھری فی حاشیة الکنز حیث زعم ان محمدا اباح الانتفاع به مطلقا ولو من دون ضرورة وجعله مقتضی قول النھر طھره محمد وعلیه ابتنی رد قول من قال انه فی زماننا استغنی عنه فینبغی ان لا یجوز استعماله عند الکل لانعدام الضرورة قائلا فیه نظر لان محمدا لم یقصر جواز استعماله علی الضرورة ورد علی الدر تعلیله بالضرورة بان لو کان کذلک لقال ان الماء القلیل ینجس بوقوعه فیه لعدم الضرورة ولیس کذلک ولان صریح قوله فی النھر واثر الخلاف یظھر فیما لو صلی ومعه من شعر الخنزیر ما یزید علی الدرھم اووقع فی الماء القلیل یاباه وبما قررناه

گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک وہ نجس ہے پس پانی بھی ناپاک ہوجائیگا۔(ت)

اقول اس علت کا ماحصل یہ ہے کہ ضرورت نے اس کے استعمال کی اباحت ثابت کردی پھر جب اباحت ثابت ہوگئی تو طہارت بھی ثابت ہوگئی تو طہارت بھی ثابت ہوگئی کیونکہ جو چیز بھی ثابت ہوتی ہے وہ اپنے تمام لوازم کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا جواب یہ ہے کہ جو چیز ضرورت کے تحت ثابت ہوتی ہے اس کا اندازہ ضرورت کے حساب سے لگایا جاتا ہے اور تم جانتے ہو کہ اس کی دلیل واضح ہے لہذا بدائع میں اسے صحیح قرار دیا، الاختیار میں اسے ترجیح دی اور درمختار میں اسی کو مذہب قرار دیا اور جس طرح ہم نے درمختار کا کلام بیان کیا اس سے اس اعتراض کا جواب واضح ہوگیا جو ان پر سید علامہ ابوالسعود الازہری نے حاشیہ کنز میں نقل کیا جب یہ خیال کیا کہ امام محمد رحمہ اللہ نے اس سے مطلق انتفاع جائز قرار دیا ہے اگرچہ بغیر ضرورت ہو اور نہرالفائق کے قول (امام محمد نے اسے پاک قرار دیا) کو ابوالسعود الازہری نے اسی کا مقتضٰی قرار دیا اور اسی پر ان کے قول کے رد کی بنا ہے جو کہتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں اس کی ضرورت نہیں لہذا چاہئے کہ سب کے نزدیک اس کا استعمال جائز نہ ہو کیونکہ ضرورت ہی نہیں رہتی۔ ابوالسعود نے "فیہ نظر" کہہ کر اس پر اعتراض کیا کیونکہ امام محمد رحمہ اللہ

www.alahazratnetwork.org

يظهر ما في الدرر من المنافاة حيث علل طهارته عند محمد بضرورة الاستعمال ثم فرع عليه ان الماء لا ينجس بوقوعه فيه[1] اھ۔

نے اس کے استعمال کا جواز ضرورت پر منحصر نہیں کیا اور الدرر نے جو ضرورت کو اس کی تعلیل قرار دیا ہے ابوالسعود نے اس کو بھی رد کردیا کہ اگر ایسا ہوتا تو وہ کہتے اس کے گرنے سے تھوڑا پانی ناپاک ہوجاتا ہے کیونکہ ضرورت معدوم ہے حالانکہ ایسا نہیں نیز نہر میں ان کا صریح قول کہ اختلاف کا اثر اس صورت میں ہی ظاہر ہوگا جب وہ نماز پڑھے اور اس کے پاس ایک درہم سے زیادہ خنزیر کے بال ہوں یا وہ تھوڑے پانی میں گریں اس طرح کی تعلیل کا انکار کرتا ہے اور جو کچھ ہم نے ثابت کیا وہ الدرر میں پائی جانے والی منافات کو ظاہر کرتا ہے جب انہوں نے امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ضرورتِ استعمال کو اسکی طہارت قرار دیا پھر اس پر تفریعاً کہا کہ اس کے گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اھ (ت)

اقول ولعلك اذا تأملت فيما القينا عليك علمت ان هذا كله في غير محله وحاشا محمدا ان يبيح الانتفاع به بلا ضرورة مع قول الله تعالٰی فانه رجس وانما الامر ما بينا انه اباح للضرورة ومن ضرورة الاباحة سقوط النجاسة واذا سقطت جازت الصلاة ولم يفسد الماء فمحمد اعتبر زمان الضرورة ولم يعتبر خصوص محلها و ابو يوسف اعتبر الامرين جميعا و هو الصحيح لاجرم نص في البرهان شرح مواهب الرحمٰن ان رخص محمد الانتفاع بشعره لثبوت الضرورة عنده في ذلك و منعاه لعدم تحققها لقيام غيره مقامه[2] اھ

اقول شاید جب تو اس پر غور کرے جو ہم نے تمہارے سامنے پیش کیا تو جان لے کہ یہ سب کچھ اپنے محل پر نہیں ہے ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا کہ امام محمد رحمہ اللہ بلا ضرورت اس سے انتفاع جائز قرار دیں حالانکہ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے "پس بیشک یہ ناپاک ہے" بات وہی ہے جو ہم نے بیان کی کہ آپ نے ضرورت کے تحت جائز قرار دیا اور اباحت سے نجاست کا ساقط ہوجانا لازم ہے جب نجاست ساقط ہوگئی تو نماز جائز ہوگی اور پانی خراب نہ ہوا، پس امام محمد رحمہ اللہ نے وقتِ ضرورت کا اعتبار کیا ہے محلِ مخصوص کا نہیں کیا، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے دونوں باتوں کے مجموعہ کا اعتبار کیا ہے، اور یہی صحیح ہے یقیناً برہان شرح

www.alahazratnetwork.org

---

[1] فتح المعین کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۴۳

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح فصل یطہر جلد المیتۃ کارخانہ تجارت کراچی ص ۹۰

مواہب الرحمٰن میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ کا اس کے بالوں سے انتفاع کی اجازت دینا اس ضرورت کی بنیاد پر ہے جو اس سلسلے میں ان کے ہاں ثابت ہوئی اور شیخین نے منع کیا کیونکہ ان کے نزدیک ضرورت ثابت نہیں کیونکہ دوسری چیز اس کے قائم مقام ہے اھ (ت)

نقله ط فی حاشیۃ المراقی وقال فی الغنیۃ شعر الخنزیر لما ابیح الانتفاع به للخرز ضرورۃ قال محمد انه لووقع فی الماء لاینجسه[1] اھ وقال العلامۃ عبد العلی البرجندی فی شرح النقایۃ اطلاق الشعر یدل علی ان شعر الخنزیر ایضا طاھر لایفسد الماء ولایضر حمله فی الصلاۃ وھو قول محمد وذلک لضرورۃ حاجۃ الناس الی استعماله فی الخرز وعند ابی یوسف نجس لان الخنزیر نجس العین کذا فی الحصر واما عظم الخنزیر فنجس اتفاقا لانه لاضرورۃ فی استعماله کما فی الشعر[2] اھ۔

اسے امام طحطاوی نے مراقی الفلاح کے حاشیہ میں نقل کیا اور غنیہ میں فرمایا کہ جب ضرورت کے تحت خنزیر کے بالوں سے سلائی کے لیے نفع حاصل کرنا جائز قرار دیا گیا تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا اگر وُہ پانی میں گر جائیں تو اسے ناپاک نہیں کریں گے اھ علامہ عبدالعلی برجندی نے شرح نقایہ میں فرمایا: "مطلق بالوں کا ذکر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خنزیر کا بال بھی پاک ہے نہ وہ پانی کو خراب کرتا ہے اور نہ ہی نماز میں اس کا اٹھانا نقصان دہ ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ کا یہی قول ہے اور یہ اس لیے کہ لوگوں کو سلائی کے لیے اس کے استعمال کی ضرورت پیش آتی ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ناپاک ہے کیونکہ خنزیر نجس عین ہے، جیساکہ حصر میں ہے لیکن خنزیر کی ہڈی بالاتفاق ناپاک ہے کیونکہ بالوں کی طرح ہڈی کے استعمال کی ضرورت پیش نہیں آتی اھ (ت)

www.alahazratnetwork.org

فانظر کیف نصوا جمیعا ان تطھیر محمد مبتن علی الضرورۃ فظھر سقوط کل ما ذکر ھذا السید العلامۃ رحمه اللہ تعالٰی واستبان ان لاحجۃ له فی قول النھر ولامنافاۃ بین قولی الدرر وان عند زوال الضرورۃ یجب وفاق

پس دیکھو کس طرح تمام (فقہا) نے بیان فرمایا کہ امام محمد رحمہ اللہ کا اسے پاک قرار دینا ضرورت کی بنیاد پر ہے پس جو کچھ اس سید علامہ (ابوالسعود) رحمہ اللہ نے ذکر کیا اس کا ساقط ہونا ظاہر ہوا۔ اور واضح ہوا کہ نہر کے قول میں ان کے لیے کوئی حجت نہیں اور نہ ہی

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الانجاس سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۴۶

[2] شرح النقایۃ للبرجندی کتاب الطہارۃ نولکشور لکھنؤ ۱/۴۸

الکل علی التحریم والتنجیس کما افادہ العلامۃ المقدسی وتبعہ العلامۃ نوح افندی ومن بعدہ وھوالذی نعتقد فی دین اللہ سبحٰنہ وتعالٰی وبہ ظھر الجواب عن ھذا البحث بان لاضرورۃ فی شعر الکلب فعلی قائل النجاسۃ العمل بقضیتہا ثم رأیت البرجندی صرح بہ حیث قال اناقد ذکرنا ان الکلب نجس العین عند بعضھم فینبغی ان یکون شعرہ نجسا عندھم اذلا ضرورۃ فی استعمالہ اھ[1]

الدرر کے دو قولوں کے درمیان منافات ہے نیز ضرورت کے زائل ہونے کی صورت میں اس کی حرمت اور نجاست پر سب کا اتفاق ہے جیسا کہ علامہ مقدسی (کے کلام) سے اس بات کا فائدہ حاصل ہُوا اور علامہ نوح آفندی اور ان کے بعد والوں نے ان کی اتباع کی اور دینِ خداوندی میں ہم بھی اسی بات کا اعتقاد رکھتے ہیں اور اسی کے ساتھ اس بحث کا جواب بھی ظاہر ہو اکہ کتے کے بالوں کی ضرورت نہیں پڑتی پس نجاست کے قائل کو اس کے فیصلہ پر عمل کرنا ہوگا، پھر میں نے برجندی میں اس کی تصریح دیکھی جب انہوں نے فرمایا کہ ہم نے بعض کے نزدیک کتے کے نجسِ عین ہونے کا ذکر کیا ہے پس مناسب یہ ہے کہ ان کے نزدیک اس کے بال بھی ناپاک ہوں کیونکہ اس کے استعمال کی ضرورت نہیں اھ (ت)

الخامس ماعزاہ للنسخ مذکور ایضا فی الخانیۃ واعتمدہ واشار الی ضعف التفصیل حیث قال ما نصہ الکلب اذا خرج من الماء وانتفض فاصاب ثوب انسان افسدہ قیل انکان ذلک من ماء المطر لایفسدہ الا اذا اصاب المطر جلدہ وفی ظاھر الروایۃ اطلق ولم یفصل اھ[2] وقد صرح فی خزانۃ المفتین برمز لقاضی خان ان شعر الخنزیر اوالکلب اذا وقع فی الماء یفسدہ لانہ نجس العین[3] لکن لقائل ان یقول

پنجم جو کچھ انہوں نے منح کی طرف منسوب کیا ہے وہ خانیہ میں بھی مذکور ہے انہوں نے اس پر اعتماد کیا اور تفصیل کے ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "کتا جب پانی سے نکل کر اپنے آپ کو جھاڑے اور وہ کسی انسان کے کپڑے کو لگ جائے تو اسے ناپاک کر دے گا کہا گیا کہ اگر یہ بارش کے پانی سے ہو تو اسے ناپاک نہیں کریگا مگر جب کہ بارش اس کے چمڑے تک پہنچ جائے اور ظاہر روایت میں اطلاق ہے تفصیل نہیں ہے اھ اور خزانۃ المفتین میں "ق" کے ساتھ قاضی خان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان سے

---

[1] شرح النقایہ للبرجندی کتاب الطہارۃ نولکشور، لکھنؤ ۴۸/۱

[2] فتاوٰی قاضی خان فصل فی النجاسۃ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱۱/۱

[3] " " " فصل فی مایقع فی البئر " " " ۶/۱

www.alahazratnetwork.org

اذابنیتم حکایۃ الوفاق علی الروایۃ المختارۃ للسراج فلا وجہ للرد علیہ بروایۃ اخری نعم لو ذکر ماذکرنا عن الخانیۃ وبین ان الترجیح قد اختلف وان التنجیس ظاھر الروایۃ فوجب اختیارہ و سقط الحکم بالوفاق معتمدا علی اختیار السراج لکان وجیھا و بعد اللتیا والتی فحکایۃ الوفاق مدخولۃ لاشك لاجرم ان صرح فی متن الغرر بالتثلیث فقال والکلب نجس العین وقیل لا وقیل جلدہ نجس وشعرہ طاھر اھ۔[1]

نقل کیا کہ خنزیر یا کُتّے کے بال پانی میں گر جائیں تو اُسے خراب کر دیتے ہیں کیونکہ وہ نجس عین ہے لیکن کوئی قائل کہہ سکتا ہے کہ جب تم نے سراج کی مختار روایت پر حکایتِ اتفاق کی بنیا د رکھی ہے تو دوسری روایت کے ساتھ اسے رَد کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے ہاں اگر وہ اس بات کا ذکر کرتے جو ہم نے خانیہ سے (نقل کرتے ہوئے) ذکر کی ہے اور بیان کرتے کہ ترجیح مختلف ہے اور ظاہر روایت کے مطابق اسے ناپاک قرار دیا ہے لہذا اسے اختیار کرنا واجب ہے اور سراج کے اختیار کے مطابق جس اتفاق کا حکم دیا گیا ہے وہ ساقط ہے تو اس بات کا کوئی وقار ہوتا، مختصر اور طویل گفتگو کے بعد اتفاق کی بات محلِ نظر ہوگی۔ بلا شک وشبہہ غرر کے متن میں تثلیث کی تصریح کرتے ہوئے کہا "اور کتا نجس عین ہے کہا گیا کہ نہیں ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس کا چمڑا ناپاک ہے بال پاک ہیں۔ اھ (ت)

www.alahazratnetwork.org

واما الترجیح فاقول بوجوہ

ترجیح: میں اس سلسلے میں کئی طرح سے گفتگو کروں گا:

اولاً یہی قول امام ہے کما قدمہ السائل عن الدرالمختار وقدمناہ عن القھستانی والطحطاوی۔

اول: یہی قول امام ہے جیسا کہ سائل نے اس سے پہلے درمختار سے نقل کیا ہے، اور ہم نے قہستانی اور طحطاوی سے (نقل کرتے ہوئے) اس سے پہلے بیان کیا ہے (ت)

نظم الفرائد میں ہے: ؎

وعند ھما عین الکلاب نجاسۃ
وطاھرۃ قال الامام المطھر[2]

اور ان دونوں (صاحبین) کے نزدیک کتے کا عین ناپاک ہے، اور امام پاک (ابوحنیفہ رحمہ اللہ) نے فرمایا پاک ہے۔ (ت)

---

[1] درر شرح غرر قبیل فصل بئر دون عشر الخ مطبعۃ احمد الکامل الکائنۃ فی دار سعادۃ ۱/۲۴

[2] نظم الفرائد

حلیہ میں ہے:

مشی علیہ فی الحاوی القدسی[1]

حاوی قدسی میں یہی راہ اختیار کی ہے (ت)

اسی میں ہے:

فی النھایۃ وغیرھا عن المحیط الکلب اذا وقع فی الماء فاخرج حیا ان اصاب فمہ یجب نزح جمیع الماء وان لم یصب فمہ الماء فعلی قولھما یجب نزح جمیع الماء وعلی قول ابی حنیفۃ لاباس وقال ھذا اشارۃ الی ان عین الکلب لیس بنجس[2]

نہایہ وغیرہ میں محیط سے نقل کیا کہ کتا جب پانی میں گر جائے اور زندہ نکال لیا جائے اگر اس کا منہ پانی تک پہنچا ہے تو تمام پانی نکالا جائے، اور اگر منہ پانی تک نہیں پہنچا تو صاحبین کے قول پر تمام پانی نکالا جائے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کوئی حرج نہیں اور فرمایا کہ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ کتا نجس عین نہیں (ت)

اسی طرح تجرید القدوری میں[3] ہے کما نقلہ عنہ ایضا فی الحلیۃ (جیسے کہ انہوں نے اسے حلیہ میں بھی ان سے نقل کیا۔ ت)

www.alahazratnetwork.org

بحرالرائق میں ہے:

قال فی القنیۃ رامزا لمجد الائمۃ وقد اختلف فی نجاسۃ الکلب والذی صح عندی من الروایات فی النوادر والامالی انہ نجس العین عندھما وعند ابی حنیفۃ لیس بنجس العین[4]

قنیہ میں مجد الائمہ کے حوالے سے بتایا کہ کتے کے نجس ہونے میں اختلاف ہے اور نوادر و امالی کی روایات میں جو کچھ میرے نزدیک صحیح ہے وُہ یہ ہے کہ صاحبین کے نزدیک نجس عین ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نجس عین نہیں ہے۔ (ت)

اور کچھ روایتیں امام محمد سے بھی اس کے موافق آئیں:

فی الحلیۃ عن الخانیۃ عن الناطقی انہ اذا صلی

حلیہ میں بحوالہ خانیہ ناطقی سے نقل کیا ہے کہ جب کسی نے

---

[1] حلیہ شرح منیۃ المصلی

[2] ایضاً

[3] تجرید القدوری

[4] البحرالرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۱۰۲

علی جلد کلب او ذئب قد ذبح جازت صلاتہ[1]

مذبوح کتّے یا بھیڑیے کی کھال پر نماز پڑھی تو اس کی نماز جائز ہے۔ (ت)

بحرالرائق میں عقدالفوائد سے ہے:

لایخفی ان ھذہ الروایۃ تفید طھارۃ عینہ عند محمد[2] الخ۔

مخفی نہیں کہ یہ روایت امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی ذاتی طہارت کا فائدہ دیتی ہے (ت)

منیہ میں ہے:

روی عن محمد امرأۃ صلت وفی عنقھا قلادۃ علیھا سن اسد او ثعلب او کلب جازت صلاتھا[3] اھ قال شارحھا العلامۃ ابرھیم کون الروایۃ عن محمد لاینافی کونھا اتفاقیۃ ففی الفتاوی ذکرھا مطلقا والدلیل یدل علیہ[4] اھ

حضرت امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے ایک عورت نے گلے میں ایسا ہار ڈال کر نماز پڑھی جس میں شیر، لومڑی یا کتے کے دانت (جڑے ہوئے) تھے تو اس کی نماز جائز ہے اھ اس کے شارح ابراہیم نے فرمایا اس روایت کا امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہونا اس کے اتفاقی ہونے کے منافی نہیں فتاوٰی میں اسے مطلقاً ذکر کیا گیا ہے اور دلیل بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

اقول نعم اطلقھا فی الخانیۃ والخلاصۃ والولوالجیۃ وغیرھا وقد اسمعناک نص الخلاصۃ وھو بعینہ لفظ الخانیۃ والولوالجی عزاہ لہ فی الحلیۃ لکن الاطلاق لایدل علی الاتفاق فربما یطلق المطلق مایختارہ وان کانت ھناک خلافات عدیدۃ وربما کتبت علی ھامشہ

اقول ہاں خانیہ، خلاصہ اور ولوالجیہ وغیرہ نے اس کو مطلق ذکر کیا ہے ہم نے تمہیں خلاصہ کی عبارت سنائی تھی خانیہ کے الفاظ بھی بعینہٖ یہی ہیں اور حلیہ میں اسے ولوالجی کی طرف منسوب کیا گیا ہے لیکن اطلاق، اتفاق پر دلالت نہیں کرتا بسا اوقات اپنے مختار کو مطلق قرار دیا جاتا ہے اگرچہ وہاں متعدد اختلافات ہوتے ہیں میرا خیال ہے کہ میں نے اس کے

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] البحرالرائق کتاب الطہارۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۲

[3] منیۃ المصلی فصل فی النجاسۃ مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۱۱۰

[4] غنیۃ المستملی " سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۵۵

مانصہ۔

اقول کیف تکون اتفاقیۃ مع ان المنقول من الثانی المشہور عن الثالث نجاسۃ عین الکلب وقد صححہ جماعۃ وان کان الاصح المعتمد المفتی بہ ھی الطھارۃ[1] اھ نعم ھو صحیح بالنسبۃ الی ماعدا الکلب من السباع المذکورۃ وامثالھا۔

حاشیے پر لکھا ہے جس کی عبارت یہ ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں) یہ کیسے اتفاقی ہوگا حالانکہ ثانی سے منقول اور ثالث سے مشہور ہے کہ کتا نجس عین ہے۔ ایک جماعت نے اس کی تصحیح کی اگرچہ زیادہ صحیح، معتمد علیہ اور مفتی بہ، طہارت ہی ہے اھ ہاں یہ کتے کے علاوہ دیگر مذکورہ بالا درندوں اور ان کی امثال کی طرف نسبت کرتے ہوئے صحیح ہے۔ (ت)

بلکہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی سے بھی بعض فروع اسی طرف جاتی ہیں۔

وقد قرأنا علیک عن الانقروی عن الزاھدی عن الدبوسی فی مواطئ الکلاب فی الطین ان طھارتھا ھی الروایۃ الصحیحۃ وقریب المنصوص عن اصحابنا وھذہ کتب المذھب طافحۃ بتصریح جواز بیع الکلب وحل ثمنہ وانما ذکروا الخلف فی بیع العقور فعن محمد جوازہ وعن ابی یوسف منعہ واطلاق الاصل یؤید الاول وعلیہ مشی القدوری وغیرہ وصحح شمس الائمۃ الثانی فقال انما لایجوز بیع الکلب العقور الذی لایقبل التعلیم وقال ھذا ھو الصحیح من المذھب[2] کما نقلہ فی الفتح لاجرم ان قال حافظ الحدیث والمذھب الامام الطحاوی فی شرح معانی الاٰثار بعد ماحقق حل اثمان

ہم نے بواسطہ انقروی اور زاہدی، دبوسی سے نقل کرتے ہوئے کیچڑ میں کتوں کی گزرگاہ کے بارے میں تمہیں بتایا ہے کہ اس کا پاک ہونا ہی صحیح روایت ہے اور ہمارے اصحاب سے منصوص روایات کے قریب ہے اور یہ کتب مذاہب کتے کی خرید وفروخت کے جواز اور اس کی قیمت حلال ہونے سے متعلق تصریح سے بھری پڑی ہیں البتہ کاٹنے والے کتے کے بارے میں ان کا اختلاف ہے۔ پس امام محمد رحمہ اللہ سے اس کا جواز اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے عدم جواز منقول ہے۔ اصل (مبسوط) کا اطلاق پہلی بات کی تائید کرتا ہے، قدوری وغیرہ نے یہی اختیار کی ہے جبکہ شمس الائمہ نے دوسری بات کو صحیح قرار دیا ہے انہوں نے فرمایا کاٹنے والا کتا جو تعلیم کو قبول نہیں کرتا اسکی خرید وفروخت جائز نہیں اور فرمایا کہ صحیح مذہب یہی ہے جیسا کہ فتح القدیر میں اسے نقل کیا ہے یقیناً حدیث و مذہب کے

www.alahazratnetwork.org

---

[1] البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۱

[2] فتح القدیر مسائل منثورہ من باب البیع مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۶/۳۴۵

الکلب ھذا قول ابی حنیفۃ و ابی یوسف و محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیھم اجمعین[1] اھ وقال فی البحر اما بیعہ وتملیکہ فھو جائز ھکذا نقلوا و اطلقوا لکن ینبغی ان یکون ھذا علی القول بطھارۃ عینہ اما علی القول بالنجاسۃ فھو کالخنزیر فبیعہ باطل فی حق المسلمین کالخنزیر[2] الخ فینقدح من ذٰلک وفاقھم جمیعا علی قضیۃ الطھارۃ من جراء تلک الروایات۔

حافظ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں کتے کی قیمت کے حلال ہونے کے بارے میں تحقیق فرمانے کے بعد فرمایا امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالٰی تمام کا یہی قول ہے اھ بحرالرائق میں فرمایا کہ اس (کتے) کی بیع اور تملیک جائز ہے۔ اسی طرح فقہاء کرام نے نقل کیا اور مطلقاً بیان کیا لیکن مناسب ہے کہ یہ بات اس کی عینی طہارت کے قول پر ہو لیکن نجاست کے قول پر وہ خنزیر جیسا ہوگا، لہٰذا مسلمانوں کے حق میں خنزیر کی طرح اس کی خرید وفروخت بھی باطل ہے الخ پس ان روایات کے پیش نظر ان سب کا طہارت کے فیصلے پر اتفاق معلوم ہوگا۔ (ت)

اقول لکن افاد فی الفتح منع توقف جواز البیع علی طھارۃ العین وانما یعتمد جوازہ جواز الانتفاع الاتری ان السرقین و البعر لما جاز الانتفاع بھما جاز بیعھما وقد قال فی الھدایۃ مجیبا عن استدلال الشافعی علی حرمۃ بیع الکلب بانہ نجس العین ولا نسلم نجاسۃ العین ولو سلم فیحرم التناول دون البیع[3] اھ فان عد قائلا ان حل الانتفاع ایضا یعتمد طھارۃ العین فان الخنزیر لما کان نجس العین لم یجز الانتفاع بہ بوجہ من الوجوہ بذلک عللوہ فی

اقول لیکن فتح القدیر سے اس بات کا فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ جوازِ بیع، طہارت عین پر موقوف نہیں بلکہ بیع کا جواز، جوازِ انتفاع پر مبنی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ گوبر اور مینگنی سے جب نفع حاصل کرنا جائز ہے تو ان کی خرید وفروخت بھی جائز ہے۔ کتے کی بیع حرام ہونے پر امام شافعی رحمہ اللہ کے استدلال کہ وہ نجس عین ہونے کی وجہ سے حرام ہے، کا جواب دیتے ہوئے ہدایہ میں فرمایا ہم نجاست عین تسلیم نہیں کرتے اور اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس کا کھانا حرام ہے، خرید وفروخت حرام نہیں اھ اگر تم یہ کہتے ہوئے اعتراض کرو کہ انتفاع کا جائز ہونا بھی تو طہارتِ عین پر مبنی ہے کیونکہ جب

www.alahazratnetwork.org

---

[1] شرح معانی الآثار باب ثمن الکلب مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۲۵۰

[2] البحرالرائق کتاب الطہارۃ " " " ۱/۱۰۳

[3] الہدایۃ مسائل منثورہ من کتاب البیوع مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/۱۰۳

عامۃ الکتب نعم یجوز الانتفاع بنجس العین علٰی سبیل الاستھلاك وھذا ھو الثابت فی السرقین[1] کما افادہ فی النھایۃ ونقلہ فی البحر قلت نعم ھذا یصلح دلیلا لاصل المدعی اعنی الطھارۃ اما جعلہ وجھا لتخصیص جواز البیع بقول الطھارۃ فکلا کیف وحل الانتفاع بالکلب بطریق الاصطیاد مجمع علیہ قطعا لما نطق بہ النص الکریم فمبنی جواز البیع ثابت عند الکل وان انکر الصاحبان مبنی المبنی اعنی الطھارۃ کما انکر الشافعی فرع المبنی اعنی جواز البیع فافھم۔

خنزیر نجس عین ہے تو کسی طرح اس سے انتفاع جائز نہیں۔ عام کتب میں اس کی یہی علّت بیان کی ہے ہاں نجس عین کو ہلاک کرکے اس سے نفع حاصل کرنا جائز ہے۔ یہی بات گوبر میں بھی ثابت ہے، جیسا کہ نہایہ میں اس بات کا فائدہ دیا اور اسے البحرالرائق نے نقل کیا۔ میں کہتا ہوں ہاں یہ اصل مدعٰی یعنی طہارت کی دلیل بن سکتی ہے لیکن اسے طہارت کے قول پر جوازِ بیع کی تخصیص کے لیے سبب قرار دینا ہرگز صحیح نہیں اور یہ کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ کتّے سے شکار کے طریقے پر نفع حاصل کرنا جائز ہے اور یہ قطعی طور پر متفق علیہا مسئلہ ہے کیونکہ اس کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے پس جوازِ بیع کی بنیاد سب کے نزدیک ثابت ہے اگرچہ صاحبین اس بنیاد کی بنیاد یعنی طہارت کا انکار کرتے ہیں جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اس بنیاد کی فرع یعنی جوازِ بیع کا انکار کیا ہے۔ پس اسے سمجھو۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

اور معلوم و مقرر ہے کہ کلام الامام امام الکلام علما فرماتے ہیں قول امام پر افتا لازم ہے اگرچہ صاحبین خلاف پر ہوں نہ کہ جب صاحبین سے بھی روایات اُن کے موافق آتی ہوں۔

اللّٰھم الا لضرورۃ او ضعف دلیل وقد علم انتفاؤھما ھھنا۔

اے اللہ! مگر ضرورت یا ضعفِ دلیل کی وجہ سے، اور یقیناً یہاں ان دونوں کا نہ ہونا معلوم ہے (ت)

بحرالرائق و فتاوٰی خیریہ و حاشیہ طحطاویہ علی الدرالمختار و ردالمحتار میں ہے،

واللفظ للعلامۃ الرملی المقرر ایضا عندنا انہ لایفتی ولا یعمل الا بقول الامام الاعظم ولا یعدل عنہ الی قولھما او قول احدھما او غیرھما الا لضرورۃ من ضعف دلیل او تعامل بخلافہ کمسألۃ المزارعۃ

اور الفاظ علامہ رملی کے ہیں ہمارے نزدیک بھی ثابت ہے کہ صرف امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر فتوٰی دیا جائے گا اور عمل کیا جائیگا اس سے صاحبین یا ان میں ایک یا کسی دوسرے کے قول کی طرف بغیر ضرورت متوجہ نہیں ہوں گے ضرورت جیسے کمزور دلیل یا اس کے خلاف

---

[1] البحرالرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۱

وان صرح المشایخ بان الفتوی علی قولھما لانہ صاحب المذھب والامام المقدم ؎
اذا قالت حذام فصدقوھا
فان القول ماقالت حذام[1]

تعامل کا پایا جانا جیسا کہ مسئلۂ زراعت میں ہے اگرچہ مشائخ تصریح کریں کہ فتوٰی صاحبین کے قول پر ہے کیونکہ آپ (امام اعظم رحمہ اللہ) صاحبِ مذہب اور امام متقدم ہیں ؎
جب حذام کوئی بات کہے تو اس کی
تصدیق کرو کیونکہ بات تو وہی ہے جو
حذام نے کہی۔

امام برہان الدین فرغانی صاحبِ ہدایہ تجنیس میں فرماتے ہیں:

الواجب عندی ان یفتی بقول ابی حنیفۃ علی کل حال[2]

میرے نزدیک واجب ہے کہ ہر حال میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتوٰی دیا جائے۔ (ت)

اسی طرح اور کتب سے ثابت وقد ذکرناہ فی کتاب النکاح من فتاوٰنا (ہم نے اسے اپنے فتاوٰی کی کتاب النکاح میں ذکر کیا ہے۔ ت) تو واجب ہوا کہ طہارت عین ہی پر فتوے دیں اور اسی کو معمول و مقبول رکھیں۔

www.alahazratnetwork.org

ثانیاً یہی قول اکثر ہے

کما یظھر لمن یطالع نقولنا فی التطھیر مع ما ترکنا من الکثیر البثیر ویراجع نقول التنجس یجدھا لاتبلغ نصف ذلک ولا ثلثہ وان شرط مع ذلک عدم الاضطراب فلا یبقی فی یدہ الا اقل قلیل کما ستقف علیہ ان شاء اللہ تعالٰی وقد قال فی الحلیۃ الکثیر علی انہ لیس بنجس العین[3]

جیسا کہ اس شخص کے لیے ظاہر ہے جو تطہیر کے بارے میں ہمارے نقول کا مطالعہ کرے باوجودکہ ہم نے بہت کچھ چھوڑ دیا ہے اور اس کے نجس ہونے کے بارے میں نقول کی طرف رجوع کرے تو انہیں ان (نقولِ تطہیر) کا نصف بلکہ تہائی بھی نہیں پائے گا۔ اور اس کے ساتھ عدمِ اضطراب کی شرط رکھی جائے تو اس کے ہاتھ میں بہت کم رہ جائینگی جیسا کہ تو عنقریب اس پر مطلع ہوگا ان شاء اللہ

[1] فتاوٰی خیریۃ مطلب لایفتی بغیر قول ابی حنیفہ وان صححہ المشایخ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۲/۳۳
[2] التجنیس والمزید
[3] التعلیق المجلی حاشیۃ منیۃ المصلی فصل فی البئر مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۱۱۵

تعالٰی۔ اور حلیہ میں فرمایا کہ زیادہ روایات اس کے نجسِ عین نہ ہونے پر ہیں۔ (ت)

اور ثابت و مشہور ہے کہ معمول بہ وہی قول اکثر و جمہور ہے۔

فی ردالمحتار قد صرحوا بان العمل بما علیہ الاکثر[1] اھ وفی العقود الدریۃ عن شرح الاشباہ للبیری لایجوز لاحد الاخذ بہ لان المقرر عند المشایخ انہ متی اختلف فی مسألۃ فالعبرۃ بما قالہ الاکثر[2]۔

ردالمحتار میں ہے فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ عمل اکثر کے اقوال پر ہوگا اھ بیری کی شرح الاشباہ کے حوالے سے العقود الدریہ میں ہے کہ اسے اختیار کرنا کسی کے لیے جائز نہیں کیونکہ مشائخ کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو اکثر کے قول کا اعتبار ہوگا۔ (ت)

ثالثًا یہی موافق احکام قرآن و حدیث ہے

کما علمت وتعلم وقد قال فی الغنیۃ قبیل واجبات الصلاۃ لاینبغی ان یعدل عن الدرایۃ اذا وافقتہا روایۃ[3] اھ ومثلہ فی ردالمحتار۔

جیسا کہ تُو نے جانا اور تجھے معلوم ہوجائے گا۔ اور غنیہ میں واجباتِ نماز سے کچھ پہلے فرمایا کہ جب روایت، درایت کے موافق ہوجائے تو اس سے رُوگردانی کرنا مناسب نہیں اھ ردالمحتار میں بھی اسی کی مثل ہے (ت)

رابعًا یہی من حیث الدلیل اقوٰی ہے بلکہ قول تنجیس پر دلیل اصلاً ظاہر نہیں۔

وقد سمعت قول الغنیۃ لعدم الدلیل علی نجاسۃ العین[4] اھ وقد اعترف بذلک الائمۃ الشافعیۃ قال فی البحر ولقد انصف النووی حیث قال فی شرح المہذب واحتج اصحابنا باحادیث لادلالۃ فیہا فترکتہا لانی التزمت فی خطبۃ الکتاب الاعراض عن الدلائل

تُو نے غنیہ کا قول سنا ہے کہ نجاستِ عین پر کوئی دلیل نہیں۔ اھ شافعی ائمہ نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ بحرالرائق میں فرمایا امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مہذب میں یہ کہہ کر انصاف سے کام لیا کہ ہمارے اصحاب نے ایسی احادیث کو دلیل بنایا جن میں کوئی دلالت نہیں پس میں نے ان کو چھوڑ دیا کیونکہ میں نے خطبۂ کتاب

---

[1] ردالمحتار فصل فی البئر مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۴۶
[2] العقود الدریۃ فوائد تتعلق باداب المفتی (حاجی عبدالغفار و پسران ارگ بازار قندھار افغانستان) ۱/۳
[3] غنیۃ المستملی قبیل واجبات الصلوٰۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۹۵
[4] " " فصل فی البئر " " " ص ۱۵۹

www.alahazratnetwork.org

الواھیۃ اھ[1] وقال الامام العارف الشعرانی الشافعی فی میزان الشریعۃ الکبرٰی سمعت سیدی علیا الخواص رحمہ اللہ تعالٰی یقول لیس لنا دلیل علی نجاسۃ عین الکلب الا ما نھی عنہ الشارع من بیعہ او اکل ثمنہ اھ[2]

میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ کمزور دلائل سے اعراض کروں گا اھ امام عارف شعرانی شافعی رحمہ اللہ نے میزان الشریعۃ الکبرٰی میں فرمایا کہ میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ سے سُنا آپ فرماتے تھے ہمارے پاس کتے کے نجس عین ہونے پر اس کے سوا کوئی دلیل نہیں کہ شارع علیہ السلام نے اس کی خرید و فروخت اور اس کی قیمت کھانے سے منع فرمایا اھ (ت)

اقول ای ولا یتم ایضا فان الشارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قد نھی عن بیع اشیاء واثمانہا وھی طاھرۃ العین وفاقا اخرج الائمۃ احمد والستۃ عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام[3] ولاحمد ومسلم والاربعۃ والطحاوی والحاکم عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نھی عن ثمن الکلب والسنور[4] علی ان علماءنا قد بینوا ان ذلک کان حین کان الامر بقتل الکلاب ولم یکن یحل لاحد امساک شیئ منہا فنسخ بنسخہ[5] کما حققہ الامام

اقول یہ دلیل بھی تام نہیں کیونکہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض چیزوں کی خرید و فروخت اور ان کی قیمت لینے سے منع فرمایا حالانکہ ان کا عین بالاتفاق پاک ہے امام احمد اور اصحاب صحاح ستہ نے بواسطہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔ احمد، مسلم، اصحاب اربعہ، طحاوی اور حاکم رحمہم اللہ انہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے اور بلی کی قیمت لینے سے منع فرمایا۔ علاوہ ازیں ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت تھا جب کتے کو قتل کرنے کا حکم تھا اور کسی کے لیے اس میں سے

www.alahazratnetwork.org

---

[1] البحرالرائق — کتاب الطہارت — مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۶
[2] المیزان الکبرٰی — باب النجاسۃ — مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۱۴
[3] صحیح البخاری — باب بیع المیتۃ والاصنام — مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۹۸
[4] شرح معانی الآثار — باب ثمن الکلب — مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۲۵۱
[5] ایضاً ۲/۲۴۸

ابو جعفر الطحاوی فی شرح معانی الآثار۔ کچھ روک رکھنا جائز نہ تھا پس اس (قتل) کے منسوخ ہونے سے یہ بھی منسوخ ہوگیا جیسا کہ امام ابوجعفر طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اس کی تحقیق فرمائی ہے۔ (ت)

خامساً اگر دلائل میں تعارض بھی ہو تو مرجع اصل ہے

کما نصوا علیہ فی الاصول وتشبثوا بہ فی مسائل الاسرار بالتامین وترک رفع الیدین وغیرھما۔

جیسا انہوں نے اسے اصول میں بیان کیا اور آہستہ آمین کہنے اور ترکِ رفع یدین جیسے مسائل میں اس کو اختیار کیا۔ (ت)

اور اصل تمام اشیا میں طہارت ہے

حتی الخنزیر فانہ من المنی والمنی من الدم والدم من الغذاء والغذاء من العناصر والعناصر طاھرۃ حتی لولم یرد الشرع بتنجیس عینہ بقی علی اصلہ فی المیزان[1] الاصل فی الاشیاء الطہارۃ وانما النجاسۃ عارضۃ فانھا صادرۃ عن تکوین اللّٰہ تعالٰی القدوس الطاھر الخ وفی الطریقۃ والحدیقۃ ص ان الطہارۃ فی الاشیاء اصل ش لان اللّٰہ تعالٰی لم یخلق شیئا نجسا من اصل خلقتہ ص و ش انما ص النجاسۃ عارضۃ ش فاصل البول ماء طاھر وکذلک الدم والمنی والخمر عصیر طاھر ثم عرضت النجاسۃ[2] اھ ملخصا ولذا قال فی الغنیۃ ھٰھنا والاصل عدمھا[3] ای عدم النجاسۃ کما مر۔

حتی کہ خنزیر بھی، کیونکہ وہ منی سے ہے، منی خون سے، خون غذا سے اور غذا عناصر سے اور عناصر پاک ہیں حتی کہ اگر شریعت اسے نجسِ عین قرار نہ دیتی تو وہ اپنی اصل پر باقی رہتا۔ میزان میں ہے اشیاء میں اصل طہارت ہے اور نجاست لاحق ہوتی ہے یعنی اللہ تعالٰی پاک وطاہر کے حکم سے صادر ہوتی ہے الخ۔ الطریقۃ المحمدیہ اور الحدیقۃ الندیہ میں ہے (متن) اشیاء میں اصل طہارت ہے۔ (شرح) کیونکہ اللہ تعالٰی نے اصلِ تخلیق میں کسی چیز کو نجس پیدا نہیں کیا (متن) نجاست عارضی ہے (شرح) پس پیشاب کا اصل پاک پانی ہے، اسی طرح خون، منی اور شراب پاک رس ہے پھر نجاست لاحق ہوئی اھ ملخصا اسی لیے غنیہ میں اس مقام پر فرمایا اور اصل عدمِ نجاست ہے جیسا کہ گزر گیا۔ (ت)

---

[1] المیزان الکبرٰی باب النجاسۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۱۴

[2] الحدیقۃ الندیۃ النوع الرابع تمام انواع الادلۃ فی بیان اختلاف الفقہاء فی امر الطہارۃ والنجاسۃ الخ مطبوعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۶۱۳

[3] غنیۃ المستملی فصل فی البئر مطبوعہ سہیل اکیڈمی۔ لاہور ص ۱۵۹

www.alahazratnetwork.org

سادساً اسی میں تیسیر ہے

لاسیما علی من ابتلی باقتنائه لصید او زرع اوماشیة والتیسیر محبوب فی نظر الشارع یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر[1] وقال صلی الله علیه وسلم ان الدین یسر الحدیث[2] رواه البخاری والنسائی عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه وقال صلی الله تعالٰی علیه وسلم یسروا ولا تعسروا[3] رواه احمد والشیخان والنسائی عن انس بن مالك رضی الله تعالٰی عنه۔	خصوصاً جو شخص شکار، کھیتی باڑی یا جانوروں کی حفاظت کے لیے اس کے رکھنے پر مجبور ہو اور شارع کی نظر میں آسانی محبوب ہے (ارشادِ خداوندی ہے) اللہ تعالٰی تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے تنگی نہیں چاہتا۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک دین آسان ہے" (الحدیث) اسے امام بخاری اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو" اس حدیث کو امام احمد، بخاری و مسلم اور نسائی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

سابعاً بہت قائلانِ تنجیس کے اقوال خود مضطرب ہیں کہیں نجاستِ عین پر حکم فرماتے کہیں طہارتِ عین کا پتا دیتے بلکہ صاف تصریح کرتے ہیں جس مبسوط شمس الائمہ سرخسی کے مسائل الآسار میں ہے:

www.alahazratnetwork.org

الصحیح من المذهب عندنا ان عین الکلب نجس[4]	ہمارے نزدیک صحیح مذہب یہ ہے کہ کتے کا عین نجس ہے۔ (ت)

اُسی کے باب الحدث میں ہے:

جلد الکلب یطهر عندنا بالدباغ خلافاً للحسن والشافعی لان عینه نجس عندهما ولکنا نقول الانتفاع به مباح حالة الاختیار فلو کان عینه نجساً لما ابیح الانتفاع به[5]۔	ہمارے نزدیک کتے کا چمڑا دباغت سے پاک ہوجاتا ہے امام حسن اور امام شافعی رحمہما اللہ کا اس میں اختلاف ہے کیونکہ ان کے نزدیک اس کا عین ناپاک ہے لیکن ہم کہتے ہیں حالتِ اختیار میں اس سے نفع حاصل کرنا جائز ہے پس اگر اس کا عین ناپاک ہوتا تو اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہ ہوتا۔ (ت)

---

[1] القرآن ۲/۱۸۵

[2] صحیح البخاری باب الدین یسر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۰

[3] صحیح البخاری باب امر الوالی اذا وجہ امیرین الی موضع الخ " " " ۲/۱۰۶۳

[4] المبسوط للسرخسی سؤر مالا یؤکل لحمہ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۴۸

[5] " جلد المیتۃ واحکامہ " " " ۱/۲۰۲

اُسی کی کتاب الصید میں ہے :

بھذا یتبین انہ لیس بنجس العین[1]۔

اس سے واضح ہُوا کہ یہ نجس عین نہیں۔ (ت)

جس فتاوٰی ولوالجیہ میں مسئلہ تنجس ثوب با نتفاض قلب بیان کیا۔

قال فی البحر ولا یخفی ان ھذا علی القول بنجاسۃ عینہ[2]۔

بحرالرائق میں فرمایا مخفی نہ رہے کہ یہ بات (کُتّے کے جھاڑنے سے کپڑے کا ناپاک ہونا) اس کے نجس عین ہونے کا قائل ہونے کی بنیاد پر ہے (ت)

اُسی میں مثل تجنیس مسئلہ جواز صلاۃ مع قلادہ اسنان کلب بیان فرمایا۔

قال فی البحر ولا یخفی ان ھذا کلہ علی القول بطھارۃ عینہ[3]۔

بحرالرائق میں فرمایا مخفی نہ رہے یہ سب کچھ اس کا عین پاک ہونے کی بنیاد پر ہے۔ (ت)

جس ایضاح میں عبارت مبسوط شیخ الاسلام فی روایۃ لایطھر وھوالظاھر من المذھب (ایک روایت میں ہے پاک نہیں ہوتا اور یہی ظاہر مذہب ہے۔ ت) نقل کرکے خود اپنے متن اصلاح کے قول الا جلد الخنزیر والاٰدمی (مگر خنزیر اور آدمی کی کھال۔ ت) پر اعتراض فرمایا الحصر المذکور علی خلاف الظاھر (حصر مذکور، ظاہر کے خلاف ہے۔ ت) اُسی کی کتاب البیوع میں فرمایا :

صح بیع الکلب خلافا للشافعی لانہ نجس العین عندہ لاعندنا لانہ ینتفع بہ[4]۔

کُتّے کی خرید و فروخت صحیح ہے اس میں امام شافعی کا اختلاف ہے کیونکہ ان کے نزدیک یہ نجس عین ہے ہمارے نزدیک نہیں کیونکہ اس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے۔ (ت)

جن درر و غرر میں وہ فرمایا تھا کہ الکلب نجس العین[5] الخ (کتا نجس عین ہے الخ۔ ت) اُنھی کی بیوع میں ہے :

صح بیع کل ذی ناب کالکلب لانہ مال

کُتّے کی طرح ہر دانت والے جانور کی خرید و فروخت

---

[1] المبسوط للسرخسی ثمن کلب الصید مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱۱/۲۳۵

[2] البحرالرائق کتاب الطہارۃ " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۲

[3] " " " " " " ۱/۱۰۳

[4] ایضاح واصلاح

[5] درر الحکام فی شرح غرر الاحکام فرض الغسل مطبوعہ کامل الکائنہ فی دارالسعادۃ ۱/۲۴

www.alahazratnetwork.org

متقوم الا الخنزیر لانہ نجس العین[1] اھ ملخصا

جائز ہے کیونکہ وہ مال متقوم ہے سوائے خنزیر کے، کیونکہ وہ نجس عین ہے اھ ملخصا (ت)

جس خزانۃ المفتین میں ہے عینہ نجس (اس کا عین ناپاک ہے۔ ت) اُسی میں ہے: سنہ لیس بنجس[2] (اس کا دانت ناپاک نہیں ہے۔ ت)

جس خانیہ میں مسائل متقدمہ شعر و انتقاض فرمائے اور فرمایا:

اذا مشی کلب علی ثلج یصیر الثلج نجسا وکذا الطین والسرقین اھ ملخصا[3]۔

کتا برف پر چلے تو برف ناپاک ہوجائے گی، اسی طرح مٹی اور گارا بھی اھ ملخصا (ت)

یہاں تک کہ حلیہ و غنیہ و بحرالرائق میں واقع ہوا،

واللفظ للبحر اختار قاضی خان فی الفتاوی نجاسۃ عینہ وفرع علیہا فروعا[4] اھ

الفاظ بحرالرائق کے ہیں کہ قاضی خان نے اپنے فتاوٰی میں اس کے نجس عین ہونے کو اختیار کیا اور اس کو کئی مسائل کی بنیاد بنایا اھ (ت)

اُسی خانیہ میں فرمایا، سنہ غیر نجس (اس کا دانت ناپاک نہیں ہے۔ ت) اور فرمایا:

لوصلی وفی عنقہ قلادۃ فیہا سن کلب او ذئب یجوز صلاتہ[5]

اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور اس کے گلے میں ایسا ہار ہو جس میں کتے یا بھیڑیے کے دانت ہوں، تو اس کی نماز جائز ہے (ت)

اور فرمایا:

ان کان فی کمہ ثعلب او جرو کلب لا تجوز صلاتہ لان سؤرہ نجس لا یجوز بہ التوضؤ[6]

اگر اس کی آستین میں لومڑی یا کتے کا بچہ ہو تو اس کی نماز جائز نہیں کیونکہ اس کا جھوٹا ناپاک ہے تو اس سے وضو کرنا جائز نہیں (ت)

www.alahazratnetwork.org

---

[1] درر الحکام فی شرح غرر الاحکام کتاب البیوع مسائل شتی مطبوعہ کامل الکائنۃ فی دار السعادۃ ۲/۱۹۸
[2] خزانۃ المفتین
[3] فتاوٰی قاضی خان فصل فی النجاسۃ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۱۱
[4] البحر الرائق کتاب الطہارۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۱
[5] فتاوٰی قاضی خان فصل فی النجاسۃ " نولکشور لکھنؤ ۱/۱۰
[6] " " " " " " " ۱/۱۱

بلکہ صاف واضح فرمادیا کہ اُس کی نجاست عین کے یہ معنے ہیں کہ اس کا مادہ نجاسات ہیں لہذا اس کا بدن غالباً ناپاک ہوتا ہے۔

حیث قال ینزح کل الماء اذا وقع فیھا کلب اوخنزیر مات اولم یمت اصاب الماء فم الواقع اولم یصب اما الخنزیر فلان عینہ نجس والکلب کذلک ولھذا لوابتل الکلب وانتفض فاصاب ثوبا اکثر من قدر الدرھم افسدہ لان مأواہ النجاسات و سائر السباع بمنزلۃ الکلب[1] اھ ملخصا۔

جہاں فرمایا کہ جب اس میں کتّا یا خنزیر گر جائیں تو تمام پانی نکالا جائے چاہے وہ مریں یا نہ، اور گرنے والے کا منہ پانی کو پہنچے یا نہ۔ خنزیر اس لیے کہ وہ نجس عین ہے اور کتّا بھی اسی طرح ہے، اس لیے اگر کتّا تر ہوجائے اور اپنے آپ کو جھاڑے اور یہ (پانی) درہم سے زیادہ کپڑے کو پہنچے تو اسے ناپاک کردے گا کیونکہ اس کا ٹھکانا نجاستیں ہیں اور تمام درندے کتے کی طرح ہیں اھ تلخیص (ت)

اور اسی باب سے ہے عامہ کتب مذہب کا اتفاق کہ کلیۃ کل اھاب دبغ طاھر (ہر وہ چمڑا جسے دباغت دی جائے پاک ہوجاتا ہے۔ ت) سے سوا خنزیر کے کسی جانور کا استثناء نہیں فرماتے، فقیر کی نظر سے نہ گزرا کہ کسی کتاب میں یہاں والکلب بھی فرمایا ہو اگرچہ دوسری جگہ طہارت جلد کلب میں خلاف نقل کریں وباللہ التوفیق۔

واما التزییف فاقول اولا (رہا اس کا کھوٹا پن! تو میں کہتا ہوں، **اولا**۔ ت)

امر بالقتل سے تحریم پر استدلال تو ایک طریق ہے مگر نجاست عین پر اُس سے احتجاج محض باطل و صحیح احادیث میں سانپ بچھو چیل کوے چوہے چھپکلی گرگٹ وغیرہا اشیائے کثیرہ کے قتل کا حکم ہے یہاں تک کہ احرام میں حتی کہ حرم میں پھر کیا یہ سب اشیا نجس العین ہوں گی۔

ھذا لمیقل بہ احد اخرج الائمۃ مالک و احمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ عن ابن عمر والبخاری ومسلم والنسائی والترمذی وابن ماجۃ عن ام المؤمنین الصدیقۃ و ابوداؤد بسند

اس کا کوئی بھی قائل نہیں امام ملک، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ (رحمہم اللہ تعالٰی) نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، ابوداؤد

---

[1] فتاوٰی قاضی خان فصل فی ما یقع فی البئر مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۵

حسن عن ابی ھریرۃ و احمد باسناد حسن
عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کلھم
عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خمس
من الدواب لیس علی المحرم فی قتلھن
جناح الغراب والحداۃ والعقرب والفارۃ
والکلب العقور[1] وفی حدیث ابن عباس خمس
کلھن فاسقۃ یقتلھن المحرم ویقتلن فی
الحرم[2] وعد الحیۃ بدل الحداۃ وفی احدی
روایات الصدیقۃ الحیۃ مکان العقرب[3]
احمد والشیخان وابوداود والترمذی
وابن ماجۃ عن ابن عمر عن النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اقتلوا الحیات اقتلوا
ذا الطفیتین والابتر[4] الحدیث ابوداود والنسائی
عن ابن مسعود والطبرانی فی الکبیر
عن جریر بن عبداللہ البجلی وعن عثمان
بن ابی العاص بسند صحیح عن النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اقتلوا الحیات
کلھن فمن خاف ثأرھن فلیس منا[5]
ابوداود والترمذی والنسائی وابن حبان
والحاکم عن ابی ھریرۃ والطبرانی فی الکبیر

نے سندِ حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
اور احمد نے سندِ حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کیا ان سب نے سرکارِ دوعالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ مُحرِم پر پانچ جانوروں
کو قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں، کوا، چیل، بچھو،
چوہا اور کاٹ کھانے والا کتا۔ حضرت ابن عباس کی روایت
میں ہے پانچ جانور تمام کے تمام فاسق ہیں مُحرِم ان کو قتل
کرے، اور انہیں حرم میں بھی قتل کیا جائے، انہوں نے چیل
کی جگہ سانپ کو شمار کیا ہے۔ ام المومنین صدیقہ
رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں بچھو کی جگہ سانپ کا
ذکر ہے۔ امام احمد، شیخان (بخاری ومسلم)، ابوداؤد،
ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ تعالیٰ، حضرت عبداللہ
ابن عمر کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کرتے ہیں آپ نے فرمایا: سانپوں کو قتل کرو گرگل کے
پتوں جیسے نشانات والے سانپ اور دُم کٹے سانپ
کو قتل کرو (الحدیث) ابوداؤد اور نسائی نے حضرت
عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے کبیر
میں حضرت جریر بن عبداللہ بجلی اور حضرت عثمان ابن ابی
العاص رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا تمام

www.alahazratnetwork.org

---

[1] صحیح البخاری باب ما یقتل المحرم من الدواب مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۴۶
[2] مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ " دار الفکر بیروت ۱/۲۵۷
[3] سنن ابن ماجہ ما یقتل المحرم مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۰
[4] سنن ابی داود باب قتل الحیات " آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۵۶
[5] " " " " " مجتبائی پاکستان لاہور ۲/۳۵۶

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوا الاسودین فی الصلاۃ الحیۃ والعقرب[1] وایضا ھذا عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوا الوزغ ولو فی جوف الکعبۃ[2] احمد عن ابن مسعود بسند صحیح عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من قتل حیۃ فکانما قتل رجلا مشرکا قد حل دمہ[3] احمد وابن حبان بسند صحیح عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من قتل حیۃ فلہ سبع حسنات ومن قتل وزغا فلہ حسنۃ[4]۔

سانپوں کو مارو، جو شخص ان کی طرف سے حملے کا خوف رکھے وہ ہم میں سے نہیں۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے کبیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ (آپ نے فرمایا) نماز میں دو سیاہ جانوروں سانپ اور بچھو کو ہلاک کرو، نیز انھوں نے ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گرگٹ کو قتل کرو اگرچہ کعبہ شریف کے اندر ہو۔ امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا "جو شخص سانپ کو مارے گویا اس نے ایسے مشرک مرد کو قتل کیا جس کا خون (بہانا) حلال ہوچکا تھا۔ امام احمد اور ابن حبان نے صحیح سند کے ساتھ انہی کی روایت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا "جس نے سانپ کو قتل کیا اس نے سات نیکیاں پائیں جس نے گرگٹ کو ہلاک کیا اس کے لیے ایک نیکی ہے۔" (ت)

ثمانیاً رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلثۃ لا تقربھم الملئکۃ الجنب والسکران والمتضمخ بالخلوق[5] رواہ البزار باسناد صحیح عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

تین آدمیوں کے قریب (رحمت کے) فرشتے نہیں جاتے جنبی، نشے والا اور خلوق (ایک قسم کی خوشبو) لگانے والا۔ بزار نے اسے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ (ت)

اس حدیث میں مست نشہ کو بھی فرمایا کہ ملائکہ اس کے پاس نہیں آتے، کیا مدہوش نجس العین ہے۔

---

[1] سنن ابی داؤد — باب العمل فی الصلوٰۃ — مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور — ۱/۱۳۳
[2] المعجم الکبیر — حدیث ۱۱۴۹۵ — مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت — ۱۱/۲۰۲
[3] مسند الامام احمد بن حنبل عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ — مطبوعہ دار الفکر بیروت — ۱/۳۹۵
[4] " " " " " " " " " — ۱/۴۲۰
[5] مجمع الزوائد — باب ماجاء فی الخمر ومن یشربہا — مطبوعہ دار الکتاب بیروت — ۵/۷۲

ثالثاً ولوغ کلب سے غسل اناء بلکہ مبالغۃً تسبیع وتثمین وتتریب کو بھی تنجیس عین سے اصلاً علاقہ نہ ہونا اجلی بدیہیات سے ہے۔

وقد اغرب الشوکانی فی نیل الاوطار فجعله حجۃ زاعما انہ اذا کان لعابہ نجسا وھو عرق فمہ ففمہ نجس ویستلزم نجاسۃ سائر بدنہ وذٰلک لان لعابہ جزء من فمہ وفمہ اشرف مافیہ فبقیۃ بدنہ اولی اھ[1]۔

شوکانی نے نیل الاوطار میں عجیب بات کرتے ہوئے اسے حجت قرار دیا ہے ان کا خیال ہے کہ جب اس کا لعاب ناپاک ہے اور وہ منہ کا پسینہ ہے تو اس کا منہ بھی ناپاک ہوگا اور یہ تمام بدن کی نجاست کو مستلزم ہے یہ اس لیے کہ اس کا لعاب اس کے منہ کا ایک جزء ہے اور منہ اس کے جسم کا اشرف حصہ ہے، پس باقی بدن تو بدرجہ اولٰی ناپاک ہوگا۔ اھ (ت)

اقول ھذا کما تری یساوی ھزلا ویتساوک ھُزلا فان کون اللعاب جزء الفم مما لایتفوہ بہ صبی عاقل فضلا عن فاضل ثم ھو انما یتولد من داخل لا من الجلد فانما یدل علی نجاسۃ اللحم دون العین ثم لو تم لدل علی نجاسۃ عین کل ما سؤرہ نجس وھو باطل۔

اقول یہ بات جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو مذاق کے برابر ہے اور کمزوری کے باعث متزلزل ہے کیونکہ لعاب کا منہ کا جزء ہونا کسی عقلمند بچے کا قول بھی نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ ایک فاضل یہ کہے، پھر یہ (لعاب) اندر سے پیدا ہوتا ہے جلد سے نہیں، اور یہ گوشت کی نجاست پر دلالت کرتا ہے عین کے نجس ہونے پر نہیں، پھر اگر ان کی بات صحیح بھی ہو تو یہ ہر اس چیز کے عین نجس ہونے پر دلالت کرے گی جس کا جھوٹا ناپاک ہے حالانکہ یہ باطل ہے۔ (ت)

رابعاً حدیث انھا لیست بنجس انھا من الطوافین علیکم والطوافات[2] (یہ ناپاک نہیں کیونکہ تمہارے پاس چکر لگانے والوں اور آنے جانے والیوں میں سے ہے۔ ت) حدیث حسن صحیح ہے

اخرجہ الائمۃ مالک واحمد والاربعۃ وابن حبان والحاکم وابن خزیمۃ وابن مندۃ فی صحاحھم عن ابی قتادۃ وابوداود والدارقطنی

ائمہ حدیث امام مالک، احمد، ائمہ اربعہ (بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ) ابن حبان، حاکم، ابن خزیمہ اور ابن مندہ نے اپنی صحاح میں حضرت ابو قتادہ

---

[1] نیل الاوطار باب آسار البہائم مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۷

[2] سنن ابی داود باب سور الھرۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۰

عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

رضی اللہ عنہ سے نیز ابوداؤد اور دارقطنی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا (ت)

مگر یہ حدیث ابی ہریرہ کا تتمہ نہیں نہ اس میں مقابلہ کلب ہے کہ اس میں نفی نجاست سے اُس میں اثبات ہو حدیث ابی ہریرہ جس کے طریق مطول میں ذکر قصہ و مقابلہ بالکلب ہے اُس کا تتمہ یا طرق مختصرہ کی تمام حدیث احمد و اسحٰق بن راہویہ و ابوبکر بن ابی شیبہ و دارقطنی و حاکم و عقیلی سب کے یہاں اسی قدر ہے کہ

الھر یا السنور سبع فرواہ الاربعۃ الاول من طریق وکیع عن سعید بن المسیّب عن ابی زرعۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الھر سبع[1] ورواہ الدارقطنی من جھۃ محمد بن ربیعۃ عن سعید عن ابی زرعۃ وھو مطولا بالقصۃ والحاکم من حدیث عیسٰی بن المسیّب ثنا ابوزرعۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم السنور سبع[2] وقال العقیلی فی ترجمۃ عیسٰی بن المسیّب من کتاب الضعفاء حدثنا محمد بن زکریا البلخی نا محمد بن ابان و محمد بن الصباح قالا ثنا وکیع نا عیسٰی بن المسیب عن ابی زرعۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی

(الھر یا السنور فرمایا) بلی درندہ ہے پہلے چار نے اسے وکیع سے انہوں نے حضرت سعید بن مسیّب سے، انہوں نے ابوزرعہ سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلی درندہ ہے۔ دارقطنی نے محمد بن ربیعہ سے انہوں نے حضرت سعید سے انہوں نے حضرت ابوزرعہ سے روایت کیا، اس کا قصہ طویل ہے، حاکم نے عیسٰی بن مسیّب کی روایت سے نقل کیا وہ فرماتے ہیں ہم سے ابوزرعہ نے بیان کیا انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بلی درندہ ہے"۔ عقیلی نے کتاب الضعفاء میں عیسٰی بن مسیّب کا ترجمہ (تعارف) نقل کرتے ہوئے کہا ہم سے محمد بن زکریا بلخی نے بیان کیا ان سے محمد بن ابان اور محمد بن صباح نے بیان کیا وہ دونوں فرماتے ہیں ہم سے وکیع نے وہ فرماتے ہیں ہم سے عیسٰی بن مسیّب نے بواسطہ ابوزرعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ رسول اکرم

www.alahazratnetwork.org

۱؎ مصنف ابن ابی شیبہ من قال لایجزئ ویغسل منہ الاناء مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/۳۲

۲؎ مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۳۲۷

عليه وسلم وذكر الهر وقال هي سبع[1] اه
فلعل العلامة الدميري شُبّه عليه
فانتقل ذهنه في تتمة هذا الحديث
الى ذالك هذا في لفظ الهرة و
قد ذكره على الصواب في لفظ
السنور فقال روى الحاكم عن
ابي هريرة رضي الله تعالى عنه
قال كان النبي صلى الله تعالى عليه
وسلم يأتي دار قوم من الانصار
فساق الحديث الى قوله فقال السنور سبع[2] اه
فانقلت ربما يتحصل لنا المقصود بهذا
اللفظ ايضا فان الحديث قد علل
زيارة اهل بيت عندهم هرة دون الذين
عندهم كلب بانها سبع فدل على ان الكلب
اخبث من السبع وقد تقرر عندنا نجاسة
اسآر سائر السباع فلو كانت هي ايضا قصارى
الامر في الكلاب غير متعدية من اللعاب
على الاهاب لم يكن لهذا التعليل معنى
قلت نعم يدل على زيادة شئ في
الكلب على سائر السباع ولكن ما فيه
من عدم دخول الملئكة بيتا هو فيه اما
خصوص الفرق بنجاسة العين

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر انہوں نے بلّی کا ذکر
کرتے ہوئے فرمایا "یہ درندہ ہے" اھ شاید علامہ
دمیری کو شبہہ ہوگیا اور ان کا ذہن اس حدیث
کے تتمہ پر اس بات کی طرف منتقل ہوگیا۔ یہ تو لفظ
"ھرۃ" میں ہے لیکن انہوں نے لفظ "سنور" کو صحیح قرار
دیتے ہوئے ذکر کیا، فرماتے ہیں حاکم نے حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم قوم انصار کے گھر تشریف لاتے تھے پھر وہ حدیث
بیان کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے، آپ نے فرمایا بلّی
درندہ ہے اھ اگر تم کہو کہ کبھی یہاں اس لفظ سے بھی مقصود
حاصل ہوجاتا ہے کیونکہ جن کے ہاں بلّی ہو وہاں جانا
صحیح ہے جہاں کتا ہو وہاں نہیں۔ حدیث شریف
میں اس کی علت یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ ایک
درندہ ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کتا درندوں سے
بھی زیادہ خبیث ہے۔ اور ہمارے نزدیک تمام درندوں
کے پس خوردہ کی نجاست ثابت ہوچکی ہے۔ پس اگر
کتے کے بارے میں بھی صرف اتنی ہی بات ہو اور وہ
لعاب سے چمڑے کی طرف متعدی نہ ہو تو اس تعلیل کا
کوئی مطلب نہ ہوگا **(قلت)** ہاں کتے میں باقی درندوں سے
زائد چیز پر دلالت موجود ہے وہ یہ کہ کتے کے بارے میں ہے جس گھر
میں یہ ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے لیکن نجاست عین
کے ساتھ خصوصی فرق ہرگز نہیں، جو

www.alahazratnetwork.org

---

[1] کتاب الضعفاء الکبیر فی ترجمہ عیسٰی بن المسیب مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/۳۸۷
[2] حیاۃ الحیوان تحت لفظ السنور مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی مصر ۱/۵۷۶

29
29

فکلا ومن ادعی فعلیه الدلیل ولعل تعلیلی هذا احسن من تعلیل الطیبی بان الکلب شیطان[1] کما نقله فی مجمع بحار الانوار واقره فان ذلك انما ورد فیما نعلمه فی الکلب الاسود کما فی حدیث قطع الصلاة عند احمد والستة الا البخاری عن عبدالله بن الصامت عن ابی ذر رضی الله تعالٰی عنه وفیه فانه یقطع صلاته المرأة والحمار والکلب الاسود قلت یا اباذر ما بال الکلب الاسود من الکلب الاحمر من الکلب الاصفر قال یا ابن اخی سألت رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم کما سألتنی فقال الکلب الاسود شیطان[2] ولاحمد عن ام المؤمنین رضی الله تعالٰی عنها عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم الکلب الاسود البهیم الشیطان[3] وقد دل السؤال والجواب ان القید ملحوظ وان غیر الاسود عن ذلك محفوظ۔

دعوٰی کرے اس کے ذمہ دلیل ہے اور شاید میری یہ تعلیل، طیبی کی تعلیل کہ کتا شیطان ہے سے زیادہ اچھی ہے جیسا کہ انہوں نے مجمع بحارالانوار میں نقل کرکے اسے برقرار رکھا۔ ہمارے علم کے مطابق یہ بات سیاہ کتے کے بارے میں آئی ہے جیسا کہ نماز ٹوٹنے سے متعلق حدیث میں ہے جسے امام احمد نے اور بخاری کے سوا اصحاب ستہ کے دیگر ائمہ نے بواسطہ حضرت عبداللہ بن صامت، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں ہے کہ "آدمی کی نماز عورت، گدھے اور سیاہ کتے کے گزرنے سے ٹوٹ جاتی ہے"، میں نے عرض کیا اے ابوذر سیاہ کتے کی کیا خصوصیت ہے جو سرخ اور زرد کو حاصل نہیں۔ انہوں نے فرمایا: اے بھتیجے! میں نے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری طرح سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: "سیاہ کتا شیطان ہے"۔ امام احمد، حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے وہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا: "نہایت سیاہ کتا شیطان ہے"۔ سوال وجواب اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ (رنگ کی) قید ملحوظ ہے اور غیر سیاہ کتا اس (حکم) سے محفوظ ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

فان قلت ما یدریك لعل الکلب الذی کان فی بیتهم کان اسود

اگر تم کہو کہ تمہیں کیا معلوم شاید وہ کتا جو ان کے گھروں میں تھا سیاہ رنگ کا ہو؟ میں کہتا ہوں تمہیں

---

[1] مرقات المفاتیح باب السترۃ فصل اول مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/ ۲۲۵

[2] الصحیح لمسلم باب سترۃ المصلی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹۷

[3] مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا دار الفکر بیروت ۶/ ۱۵۷

قلت ما یدریك لعله کان احمر او اصفر وبالجملة فالحدیث اقتصر فی معرض التعلیل علی وصف الکلبیة فلوکان العلة خصوص اللون لصرح به اواتی بلام العهد هذا ثم ان فی الحدیث تاویلا اٰخر افاده ایضا الطیبی فقال هو استفهام انکار اھ[1] فعلی هذا یکون المعنی اثبات السبعیة للکلب ونفیها عن الهر فیضمحل الاستدلال من اصله **اقول** لکن الحدیث فی بعض طرقه بلفظ السنور سبع کما فی المیزان فافهم[ع]

کیا معلوم، شاید وُہ سرخ یا زرد رنگ کا ہو۔ بہرحال حدیث شریف میں صرف اس کا کتّا ہونا ہی دلیل بنے گا۔ اگر کوئی خصوصی رنگ علّت ہوتا تو اس کی تصریح فرماتے یا لامِ عہد لاتے، اسے اپنائیے، پھر حدیث میں ایک اور تاویل بھی ہے جس کا فائدہ بھی طیبی سے حاصل ہوا، انہوں نے فرمایا یہ استفہام انکاری ہے اھ پس اس بنیاد پر معنٰی یہ ہوگا کہ کتّے کے لیے درندگی ثابت کرنا اور بلّی سے اس کی نفی کرنا ہے، لہذا استدلال سرے سے ہی ختم ہوجائیگا **اقول** لیکن حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں "ان السنور سبع" جیسا کہ میزان میں ہے۔ پس سمجھ لو۔ (ت)

خامساً عبارت شرح وقایہ سے استدلال عجیب ہے حالانکہ اسی کی بیوع میں یہاں تک تصریح ہے

م صح بیع الکلب والفهد والسباع علمت اولا **ش** هذا عندنا وعند ابی یوسف رحمه الله تعالٰی لایجوز بیع الکلب العقور وعند الشافعی رحمه الله تعالٰی لایجوز بیع الکلب اصلا بناء علی انه نجس العین عنده۔[2]

(متن) کتّے، چیتے اور درندوں کی بیع جائز ہے، انہیں سکھایا جائے یا نہ۔ (شرح) یہ ہمارے نزدیک ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک کاٹنے والے کتّے کی بیع جائز نہیں جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک کتّے کی بیع بالکل جائز نہیں، کیونکہ وہ ان کے نزدیک نجس عین ہے۔ (ت)

بالجملہ قول اصح وارجح بلکہ ماخوذ ومعمول ومفتی بہ وہی طہارت عین ہے تو جتنے امور بربنائے نجاست عین مانے جاتے ہیں سب خلاف معتمد ومخالف قول مختار ورشید ہیں لاجرم فتح میں فرمایا،

ما ذکر فی الفتاوی من التنجس من وضع

فتاوٰی میں جو مذکور ہے کہ برف یا کیچڑ میں جہاں

ع یشیر الی ان لیس بنص فی عدم حذف الهمزة ۱۲ (م)

اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ لفظ "ان" ہمزہ کے حذف نہ ہونے میں نص نہیں۔ (ت)

---

[1] مجمع بحار الانوار

[2] شرح الوقایہ، مسائل شتی مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/۸۴

www.alahazratnetwork.org

رجلہ موضع رجل کلب فی الثلج او الطین ونظائر ھذہ مبنی علی روایۃ نجاسۃ عین الکلب ولیست بالمختارۃ۔[1]

کتے نے پاؤں رکھا وہاں پاؤں رکھا جائے تو ناپاک ہوجاتا ہے، اور اس قسم کی دُوسری باتیں کتے کے نجس عین ہونے پر مبنی ہیں اور یہ بات مختار نہیں (ت)

حلیہ میں فرمایا:

الاکثر علی انہ لیس نجس العین وعلی ھذا فیکون الصحیح عند الاکثر انہ لا ینزح اذا اخرج ولم یصب الماء فمہ کما ھو معزو الی ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔[2]

بہت سے فقہا کے نزدیک یہ نجس عین نہیں لہذا اس بنیاد پر زیادہ لوگوں کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ جب کتا (پانی سے) نکالا جائے اور اس کا منہ پانی تک نہ پہنچا ہو تو (کنویں سے) پانی نہیں نکالا جائے گا، یہ بات امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف منسوب ہے۔ (ت)

پس عند التحقیق اُس کے بال بھی پاک، کھال بھی پاک، ذبح و دباغت باعث تطہیر جلد علی القول المتفق علیہ عندنا واللحم ایضا علی اضعف المصححین (اس قول کے مطابق جو ہمارے نزدیک متفق علیہ ہے اور دو تصحیحوں سے کمزور تر تصحیح کے مطابق گوشت بھی پاک ہے۔ ت) زندہ و مردہ، مذبوح و غیر مذبوح ہر حالت میں دانت پاک، ناخن پاک، اگر کنویں میں گرا اور زندہ نکل آیا اور بدن پر کوئی نجاست معلوم نہ تھی نہ لعاب پانی کو پہنچا تو پانی پاک، تطییبا للقلب صرف بیس ڈول نکالے جائیں۔ کیچڑ وغیرہ پر چلا ہے اور وہیں آدمی برہنہ پا چلے تو پاؤں نجس نہ ہوں گے۔ پانی میں بھیگا ہُوا چٹائی پر لیٹے یا بدن جھاڑے اور اس کی چھینٹوں سے کپڑا وغیرہ تر ہوجائے ناپاک نہ ہوگا جب تک بدن پر نجاست نہ ہو۔ ان تمام فروع میں تو اصلاً کلام نہیں،

ووقع فی الدر لیس نجس العین وعلیہ الفتوی فیباع ویؤجر ویضمن ولا یفسد الثوب بعضہ مالم یر ریقہ ولا صلاۃ حاملہ ولو کبیرا وشرط الحلوانی شد فمہ[3] اھ ملخصا۔

درمختار میں ہے کہ نجس عین نہیں ہے اور اسی پر فتوٰی ہے لہٰذا بیچا جا سکتا ہے، اجرت پر دیا جا سکتا ہے اور (ہلاکت کی صورت میں) اس کا تاوان لازم ہوگا اور اس کے کاٹنے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا جب تک لعاب دکھائی نہ دے اسے اٹھا کر نماز پڑھنے والے کی نماز نہیں ٹوٹے گی اگرچہ بڑا ہو۔ حلوانی کے نزدیک اس کا منہ بندھا ہونا شرط ہے اھ تلخیص (ت)

---

[1] فتح القدیر آخر باب الانجاس مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر سندھ ۱/۱۸۶

[2] التعلیق المجلی حاشیۃ منیۃ المصلی فصل فی البئر مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۱۱۵

[3] درمختار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی بھارت ۱/۳۸

اقول اما البیع فقد تقدم الکلام علیه وھو الکلام فی الاجارۃ فانھا ایضا انما تعتمد حل الانتفاع واما عدم فساد الثوب مالم یبتل بلعابه فقد اقرہ علی ھذا التفریع محشیه العلامۃ الشامی والعبد الضعیف لایحصله فانه ماش علی قول التنجیس ایضا قطعا لان الرجس لایعدی النجاسۃ الا ببلل ونجاسۃ ریقه لاخلف فیھا فی المذھب فعدم النجاسۃ بمس یابس والتنجس بشفۃ رطبۃ کلاھما متفق علیه لاجرم ان قال البحر فی البحر لایخفی ان ھذہ المسألۃ علی القولین[1] الخ ثم رأیت العلامۃ الطحطاوی نبه علیه معترفا ایضا من البحر واللّٰه سبحٰنه وتعالٰی اعلم۔

اقول جہاں تک خرید وفروخت کا تعلق ہے تو اس پر کلام گزرچکا ہے اور اجارہ کے بارے میں بھی وہی حکم ہے کیونکہ اس کی بنیاد بھی تو انتفاع کا حلال ہونا ہے، لیکن کپڑے کا خراب نہ ہونا جب تک لعاب سے تر نہ ہو، اس پر اس کے محشی علامہ شامی نے اس تفریع کو برقرار رکھا ہے۔ یہ بندۂ ضعیف اسے نہیں مانتا کیونکہ وہ اس کے قطعی نجس ہونے کا بھی قائل ہے اور نجاست، رطوبت کے بغیر آگے متجاوز نہیں ہوتی اور تھوک کے نجس ہونے میں مذہب میں کوئی اختلاف نہیں پس خشک دانت کے ساتھ ناپاک نہ ہونا اور تر ہونٹ کے ساتھ ناپاک ہوجانا دونوں باتوں پر اتفاق ہے صاحب بحر نے بحرالرائق میں فرمایا مخفی نہ رہے کہ یہ مسئلہ دونوں قولوں کی بنیاد پر ہے الخ پھر میں نے دیکھا کہ علامہ طحطاوی نے بحر سے اس کا اعتراف کرتے ہوئے اس پر تنبیہ کی ہے واللہ سبحٰنہ وتعالٰی (ت)

alahazratnetwork.org

باقی رہی وہ فرع کہ اس کے حامل کی نماز ہوگی یا نہیں، اگر کتا خود آکر مصلی پر بیٹھ جائے جب تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں صحت نماز خاص اسی مذہب صحیح یعنی طہارت عین ہی پر مبتنی ہے قول نجاست پر نماز نہ ہوگی کہ اگرچہ کتا خود آکر بیٹھا مگر وہ عین نجاست ہے تو مصلی حامل نجاست ہوا اور قول طہارت پر ہوجائے گی کہ اب نجس ہے تو لعاب اور لعاب محمول کلب ہے نہ محمول مصلی اور حمل بالواسطہ یہاں معتبر نہیں جیسے ہوشیار بچہ جس کے جسم وثوب یقیناً ناپاک ہوں خود آکر مصلی پر بیٹھ جائے نماز جائز ہے اگرچہ ختم نماز تک بیٹھا رہے کہ اس صورت میں مصلی خود حامل نجاست نہیں اور جبکہ مذہب مفتی بہ طہارت عین ہے تو اس صورت میں جوازِ نماز بھی قطعاً مفتی بہ۔

فان مالایبتنی الاعلی الصحیح لایکون

جس چیز کی بنیاد صحیح ہو وہ بھی صحیح ہوتی ہے اور یہ

---

[1] البحرالرائق کتاب الطہارت مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۳

الاصحیحا وھذا کما تری من اجلی البدیہات۔

جیسا کہ تم دیکھتے ہو نہایت واضح باتوں میں سے ہے۔ (ت)

غنیہ میں ہے[1]:

(ان صلی ومعہ سنور تجوز) صلاتہ مطلقا ان جلس بنفسہ واذا لم یکن علی ظاہرہ نجاسۃ مانعۃ ان حملہ اما ان کان علیہ نجاسۃ مانعۃ اذ ذاک فلا تجوز صلاتہ کما لو حمل صبیا لا یستمسک بنفسہ وفی ثیابہ او بدنہ نجاسۃ مانعۃ لانہ حینئذ ھو الحامل للنجاسۃ بخلاف المستمسک فان المصلی لیس حاملا للنجاسۃ التی علیہ (بخلاف الکلب) اذا حملہ المصلی حیث لا تجوز صلاتہ لانہ حامل للنجاسۃ التی ھی لعابہ اما اذا جلس علیہ بنفسہ فعلی روایۃ انہ نجس العین کذلک لانہ حاملہ وھو نجاسۃ واما علی الروایۃ الصحیحۃ فینبغی ان تجوز صلاتہ لانہ غیر حامل للنجاسۃ کما فی الھرۃ ونحوھا علی ما سبق اھ ملخصا۔

اگر کسی نے نماز پڑھی اور اس کے پاس بلی تھی اس کی نماز مطلقًا جائز ہے اگر وہ خود بخود بیٹھی ہو، اور اگر اس نے اسے اٹھایا ہو تو اس صورت میں اس کے ظاہر پر اتنی نجاست نہ ہو جو مانع ہو (نماز جائز ہوگی) لیکن جب اس پر مانع کی حد تک نجاست ہو اس وقت نماز جائز نہیں جیسا کہ اگر اس نے بچہ اٹھایا ہو جو خود بخود ٹھہر نہیں سکتا اور اس کے کپڑوں یا بدن پر اتنی نجاست ہے جو نماز سے مانع ہے. کیونکہ اس وقت وہ خود نجاست اٹھانے والا ہوگا بخلاف اس کے جو خود بخود ٹھہر سکتا ہے اس صورت میں نمازی اپنے اوپر پائی جانے والی نجاست کو اٹھانے والا شمار نہیں ہوگا (بخلاف کتے کے) جب اسے اٹھایا ہو تو نماز جائز نہ ہوگی کیونکہ وہ اس کی نجاست یعنی لعاب کو اٹھائے ہوئے ہے۔ لیکن جب وہ خود بخود بیٹھ جائے تو اس روایت کی بنیاد پر کہ وہ نجس عین ہے اسی طرح ہے کیونکہ وہ اسے اٹھائے ہوئے ہے اور وہ نجاست ہے لیکن صحیح روایت کے مطابق مناسب ہے کہ اس کی نماز صحیح ہو کیونکہ وہ نجاست کو اٹھائے ہوئے نہیں، جیسا کہ بلی وغیرہ کے بارے میں گزر چکا ہے۔ (ت)

اور اگر خود مصلی ہی نے اسے لے کر نماز پڑھی یا نماز میں اٹھا لیا تو قول طہارت عین ہی پر اس صورت میں دو قول ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الآسار مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۹۱

اقول والسر فیه ان الابتناء علی شیئ له وجهان احدھما ان لایبتنی الا علیه والاٰخر ان یکون ھو احد ما یبتنی علیه والمبتنی علی الصحیح بالمعنی الاول صحیح قطعا وبالمعنی الاٰخر لایجب ان یکون صحیحا لجواز ان یکون البعض الاٰخر مما یبتنی علیه غیر صحیح فلا یکون المبتنی صحیحا بسببه وعن ھذا نقول ان صحة الفروع تستلزم صحة الاصول ولا عکس لان الاصل لازم اعم فثبوته غیر قاض بثبوت ملزومه۔

اقول اس میں راز یہ ہے کہ کسی چیز پر بنیاد رکھنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اس کے علاوہ دوسری چیز پر بنیاد نہ ہو، اور دوسرا یہ کہ جن باتوں پر بنیاد رکھی گئی ہے، یہ ان میں سے ایک ہے پہلے معنیٰ کے اعتبار سے جو چیز صحیح پر مبنی ہوگی وہ قطعی طور پر صحیح ہوگی، اور دوسرے معنیٰ کے اعتبار سے اس کا صحیح ہونا واجب نہیں کیونکہ جائز ہے کہ دوسرا البعض جس پر اس کی بنیاد ہے وہ غیر صحیح ہو لہذا اس کے سبب (فرع کی صحت) سے بنیاد کا صحیح ہونا لازم نہ ہوگا اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ فرع کی صحت اصل کے صحیح ہونے کو مستلزم ہے لیکن اس کا عکس نہیں کیونکہ اصل لازم اعم ہے پس اس کے ثبوت سے ملزوم کا ثبوت ضروری نہیں (ت)

www.alahazratnetwork.org

اس قول پر اگرچہ عین کلب نجس نہیں مگر لعاب تو بالاتفاق نجس ہے اور اصل کلی یہ ہے کہ کوئی نجاست اپنے معدن میں حکم نجاست نہیں پاتی ورنہ نماز محال ہو کہ خود بدن مصلی خون وغیرہ سے کبھی خالی نہیں اب نظر علماء دو مسلک پر مختلف ہوئی:

مسلک اول: جن کی نظر میں لعاب جب تک منہ سے باہر نہ نکلے اپنے معدن میں ہے انہوں نے حکم صحت دیا تو مطلقاً جیسا کہ امام ملک العلماء نے بدائع میں اختیار فرمایا اور اپنے مشائخ کرام سے نقل کیا اور اسی پر حلیہ میں اور بحر الرائق و درمختار کے کتاب الطہارت میں اور حلبی و شامی نے حواشی در اور طحطاوی نے حاشیۂ مراقی الفلاح میں جزم فرمایا یا اس شرط کے ساتھ کہ اس کا منہ بندھا ہو ورنہ نماز نہ ہوگی یہ امام فقیہ ابوجعفر ہندوانی کا ارشاد ہے۔ محیط رضوی و نصاب و ابوالسعود وغیرہا اور بحر و دُر کی شروط الصلاۃ میں اسی پر اعتماد اور اسی طرف علامہ طحطاوی نے حاشیۂ در میں میل کیا اور نظر فقہی میں تحقیق وہی ہے کہ بندش شرط نہیں قبل از فراغ نماز لعاب بقدر مانع جواز کے سیلان پر بنا ہے نہ بہے تو نماز ہوجائے گی اگرچہ منہ کھلا رہے، ورنہ نہیں، اگرچہ بندھا ہو۔

اقول بلکہ حق یہ کہ شرط **بندش** کا مقصود بھی یہی ہے کما یفیدہ ما نذکر عن المحیط وغیرہ من تعلیل التقیید (جیسا کہ وہ بات یعنی تقیید کی علت اس کا فائدہ دے گی جسے ہم محیط وغیرہ سے

ذکر کریں گے۔ت) غالباً لعاب کلاب منہ کھلا ہونے کی حالت میں میلان کرتا اور بندش سے رکنا مظنون ہے لہذا شد وفتح سے تعبیر کی گئی ومثلہ کثیر الوقوع من الفقہاء کما لایخفی علی من تتبع (اور اس کی مثل فقہاء سے کثیر الوقوع ہے جیسا کہ تلاش کرنے والے پر مخفی نہیں۔ت) غرض اختلاف لفظ میں ہے نہ معنیٰ میں وبھذا یندفع التہافت المظنون فی کلمات البحر والدر والطحطاوی وباللہ التوفیق (بحرالرائق، درمختار اور طحطاوی کے کلمات میں جس تکرار کا گمان تھا اس سے وہ دُور ہوگیا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا کرنے والا ہے۔ت) بہرحال ان سب ائمہ وعلماء نے نجاستِ لعاب کا اعتبار نہ فرمایا جب تک منہ سے باہر سیلان نہ کرے اس مسلک پر بلاشبہہ یہ فرع بھی صرف اسی طہارت عین کلب پر مبتنی اور جب وہ مفتی بہ تو یہ بھی اس طریقہ پر یقیناً مفتی بہ۔

فی البحر عن البدائع انہ (ای طہارۃ عین الکلب) اقرب القولین الی الصواب و لذلک قال مشایخنا فیمن صلی وفی کمہ جروانہ تجوز صلاتہ وقید الفقیہ ابوجعفر الھندوانی الجواز بکونہ مشدود الفم[1] اھ وفی البحر ایضا اذا صلی وھو حامل جروا صغیرا الاصح صلاتہ علی القول بنجاستہ مطلقا وتصح علی القول بطہارتہ اما مطلقا او بکونہ مشدود الفم کما قدمناہ عن البدائع[2] اھ وفی حاشیۃ المراقی انہ لیس بنجس العین وعلیہ الفتوٰی واثرالخلاف یظھر فیما لوصلی وفی کمہ جرو صغیر جازت علی الاول لاالثانی و شرط الھندوانی کونہ مشدود

بحرالرائق میں بدائع سے منقول ہے کہ یہ (کتے کا طاہر عین ہونا) دو قولوں میں سے صحت کے زیادہ قریب قول ہے۔ اس لیے ہمارے مشایخ نے فرمایا کہ جس آدمی کی آستین میں کتے کا بچہ ہو اس کی نماز جائز ہے اور فقیہ ابوجعفر ہندوانی کے نزدیک جواز کے لیے اس کے منہ کا باندھا ہونا شرط ہے اھ۔ بحرالرائق میں ہی ہے کہ جب کسی آدمی نے اس حالت میں نماز پڑھی کہ اس نے کتے کا چھوٹا سا بچہ اٹھا رکھا تھا تو اس قول پر کہ وہ نجس ہے نماز مطلقاً صحیح نہیں ہوگی اور طہارت کے قول کی بنیاد پر یا تو مطلقاً صحیح ہوگی یا اس صورت میں کہ اس کا منہ باندھا ہوا ہو، جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے بدائع سے نقل کیا اھ مراقی الفلاح کے حاشیہ میں ہے کہ وہ نجس عین نہیں اور اسی پر فتوٰی ہے۔ اور اختلاف کا اثر اس

---

[1] البحرالرائق کتاب الطہارۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۱

[2] " " " " ۱/۱۰۲

الفم اھ[1] ملخصا وفی البزازیۃ عن النصاب ان کان الجرو مشدود الفم یجوز اھ[2] وفی شروط الصلاۃ للدر والبحر وفتح اللّٰہ المعین واللفظ للدر ما یتحرک بحرکتہ اویعد حاملا لہ کصبی علیہ نجس ان لم یستمسک بنفسہ منع والا لا کجنب وکلب ان شد فمہ فی الاصح اھ[3] وفی حاشیتہ للعلامۃ ط قولہ ان شد فمہ لو قال وکلب ان لم یسل منہ ما یمنع الصلاۃ لکان اولی لانہ لوعلم عدم السیلان اوسال منہ دون المانع لایبطل الصلاۃ وان لم یشد فمہ حلبی وفیہ تأمل اھ[4] ونقل العلامۃ الشامی ما افادہ الحلبی فاقرہ وایدہ وفی الحلیۃ فی محیط رضی الدین رجل صلی ومعہ جرو کلب وما لایجوز ان یتوضأ بسؤرہ قیل لم یجز والاصح انہ ان کان فمہ مفتوحا لم یجز لان لعابہ یسیل فی کمہ فیصیر مبتلا بلعابہ فیتنجس کمہ فیمنع جواز الصلوۃ ان کان اکثر من قدر الدرہم فان کان فمہ مشدودا بحیث لایصل لعابہ

صورت میں ظاہر ہوگا جب وُہ اس حال میں نماز پڑھے کہ اس کی آستین میں کتّے کا چھوٹا بچہ ہو، پہلے قول کے مطابق نماز جائز ہوگی دوسرے کے مطابق نہیں۔ اور ہندوانی نے مُنہ بندھا ہونا شرط رکھی ہے اھ تلخیص۔ بزازیہ میں نصاب سے نقل کیا ہے کہ اگر کتّے کے بچّے کا مُنہ باندھا ہوا ہو تو نماز جائز ہے اھ۔ نماز کی شرائط میں درمختار، بحرالرائق اور فتح اللّٰہ المعین میں ہے الفاظ درمختار کے ہیں کہ جو اس کی حرکت سے حرکت کرے یا اسے اٹھانے والا شمار ہو جیسے بچہ کہ اس پر نجاست ہو اگر وُہ خود بخود نہ ٹھہر سکے تو منع کیا جائے گا ورنہ نہیں جیسے جنبی اور کتا، اگر اس کا منہ باندھا ہو۔ یہ اصح قول کے مطابق ہے اھ اور اس کے حاشیہ میں علامہ (طحطاوی) نے فرمایا "یہ کہنے کی بجائے کہ اگر اس کا منہ باندھا ہوا ہو' وُہ فرماتے، اور کتّے کے منہ سے اگر وُہ چیز نہ نکلے جو نماز کو روکتی ہے" تو یہ بات زیادہ بہتر ہوتی کیونکہ جاری نہ ہونا معلوم ہو یا اس سے اتنا جاری ہو جو مانع نہیں ہے تو نماز باطل نہ ہوگی اگرچہ منہ باندھا ہوا نہ ہو۔ (حلبی) اور کہا اس میں غور کرو اھ علامہ شامی نے وہ بات نقل کی جس کا فائدہ حلبی سے حاصل ہُوا

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح فصل یطہر جلد المیتۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۸۸

[2] فتاوٰی بزازیۃ مع الفتاوٰی الہندیۃ السابع فی النجس نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۲۱

[3] الدرالمختار باب شروط الصلاۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۶۵

[4] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار باب شروط الصلوۃ " دارالمعرفۃ بیروت ۱/۱۹۰

الی ثوبہ جاز لان ظاہر کل حیوان طاہر ولا یتنجس الا بالموت ونجاسۃ باطنہ فی معدنھا فلا یظہر حکمھا کنجاسۃ باطن المصلی انتہی[1] والاشبہ ان ھذا التفصیل فی کلب من شانہ غلبۃ سیلان لعابہ بحیث یبلغ مایسیل منہ قبل فراغ حاملہ مایمنع صحۃ الصلاۃ وان شد فوہ یمنع ذلك منہ ومالیس کذلك فالاشبہ فیہ اطلاق الجواز کما ھو ظاہر ما فی البدائع عن مشایخنا اھ[2]۔

پھر اسے برقرار رکھا اور اس کی تائید کی۔ اور حلیہ میں رضی الدین کی محیط سے منقول ہے کہ ایک شخص نے نماز پڑھی اور اس کے ساتھ کتے کا بچہ یا وہ چیز تھی جس کے جھوٹے سے وضو کرنا جائز نہیں، کہا گیا ہے کہ نماز جائز نہیں لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اگر اس کا منہ کھلا ہوا ہو تو جائز نہیں کیونکہ اس کا لعاب آستین میں بہتا رہے گا اور وہ لعاب سے تر ہو کر ناپاک ہو جائے گی لہذا ایک درہم سے زیادہ ہونے کی صورت میں نماز کے جواز کو روکے گی اور اگر اس کا منہ اس طرح باندھا ہوا ہو کہ اس کا لعاب کپڑے تک نہ پہنچے تو نماز جائز ہے کیونکہ ہر حیوان کا ظاہر پاک ہے اور وہ موت کے بغیر ناپاک نہیں ہوتا جب کہ اندر کی نجاست اپنے مرکز میں ہے۔ پس نمازی کے اندر کی نجاست کی مثل اس کا حکم بھی ظاہر نہ ہوگا۔ انتہی زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ یہ تفصیل اس کتے کے بارے میں ہے جس کا لعاب اکثر جاری رہتا ہے کیونکہ اس کا لعاب جب اس صورت میں ہو کہ جو کچھ جاری ہو وہ اُٹھانے والے کے فارغ ہونے سے پہلے اس حد تک پہنچ جائے جو نماز کے صحیح ہونے سے مانع ہے اگرچہ اس کا منہ بند کیا جائے تو یہ نماز سے مانع ہوگا اور جو ایسا نہ ہو اس میں مطلقاً جواز (کا قول) زیادہ مناسب ہے جیسا کہ ہمارے مشایخ کے اُس قول سے ظاہر ہے جو بدائع میں ہے۔ (ت)

مسلک دوم: جن کی نظر اس طرف گئی کہ لعاب سطح دہن میں پیدا نہیں ہوتا بلکہ باطن گوشت سے متولد ہو کر دہن میں آتا ہے تو منہ سے باہر نکلنے نہ نکلنے کو کچھ دخل نہ رہا کہ اپنے اصل موضع سے منتقل ہو چکا تو اگرچہ بیرونِ دہن آئے حکمِ نجاست پالیا جیسے خون کہ اندر سے نکل کر دہن وزبان کی سطوح پر آجائے پس صورت مذکور میں دہنِ کلب وغیرہ سباع بہائم کے اندر ہی لعاب کا ہونا حمل نجاست کا موجب ہے، انہوں نے مطلقاً فساد نماز کا حکم دیا خانیہ وخلاصہ وبزازیہ وہندیہ وذخیرہ وملتقی ومنیہ وغنیہ میں اسی

---

[1] التعلیق المجلی مع منیۃ المصلی مسائل ازالۃ النجاسۃ الحقیقۃ مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۱۵۸

[2] " " " " " " " "

پرجزم فرمایا۔

ففی الاربع الاول اللفظ متقارب والمعنی واحد والسیاق للوجیز صلی ومعہ حیوان حی یجوز التوضئ بسؤرہ کالفارۃ یجوز واساءوا وان کان سؤرہ نجسا کجرو کلب لایجوز وفی النصاب ان کان الجرو مشدود الفم یجوز اھ[1] وفی الحلیۃ عن الذخیرۃ عن المنتقی عن محمد صلی ومعہ حیۃ اوسنور اوفارۃ اجزاہ وقد اساءوا وان کان ثعلب اوجرو کلب لم تجز صلاتہ وذکر فی جنس ھذہ المسائل اصلا فقال کل مایجوز التوضئ بسؤرہ تجوز الصلاۃ معہ ومالایجوز الوضوء بسؤرہ لاتجوز الصلاۃ معہ انتہی[2] قال فی الحلیۃ بعد نقلہ ولکن لایعری عن تأمل وسنوضحہ الخ والموعود بہ ھو ما قد منا عنھا من ان الاشبہ التفصیل بالشد والفتح فی کلب شانہ کذا واطلاق الجواز فی غیرہ قال بعد تحقیقہ وحینئذ فیظہر ان فی کلیۃ الاصل المذکور نظرا فتنبہ لہ[3] اھ وفی المنیۃ ان صلی ومعہ سنور او حیۃ یجوز

پہلی چار (کتب) میں الفاظ تقریباً ایک جیسے ہیں اور معنے بھی، اور وجیز (بزازیہ) کے الفاظ یوں ہی کسی آدمی نے نماز پڑھی اور اس کے پاس ایسا زندہ حیوان تھا جس کے جھوٹے سے وضو جائز ہے مثلاً چوہا، تو نماز جائز ہوگی لیکن گناہ گار ہوگا اور اگر اس کا جھوٹا ناپاک ہو جیسے کتے کا بچہ، تو نماز ناجائز نہیں ہوگی۔ اور نصاب میں ہے اگر کتے کے بچے کا منہ بندھا ہوا ہو تو جائز ہوگی انتہی حلیہ میں بحوالہ ذخیرہ، منتقی سے امام محمد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا کہ کسی شخص نے نماز پڑھی اور اس کے پاس سانپ یا بلی یا چوہا تھا تو نماز جائز ہے۔ لیکن اس نے گناہ کیا۔ اور اگر لومڑی یا کتے کا بچہ ہو تو نماز جائز نہ ہوگی اور اس قسم کے مسائل کے بارے میں قاعدہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "جب اس کے جھوٹے سے وضو جائز ہو تو اس کے ساتھ نماز بھی جائز ہوگی اور جس کے جھوٹے سے وضو جائز نہ ہو اس کے ساتھ نماز جائز نہ ہوگی انتہی، اسے نقل کرنے کے بعد حلیہ میں فرمایا لیکن یہ غور وفکر سے خالی نہیں اور ہم عنقریب اس کی وضاحت کریںگے الخ، جس بات کا وعدہ کیا گیا ہے یہ وہی ہے جو ہم

---

[1] فتاوٰی بزازیہ مع الفتاوی الہندیۃ السابع فی النجس نورانی کتب خانہ پشاور ۲۱/۴

[2] حلیۃ المحلی

[3] حلیۃ المحلی

www.alahazratnetwork.org

بخلاف جرو الکلب[1] اھ وفی الغنیۃ لایقال النجاسۃ التی فی محلھا غیر معتبرۃ ولا یعطی لھا حکم النجاسۃ لانا نقول سلمنا ولکن اللعاب قد انتقل عن محلہ الذی تولد فیہ واتصل بالفم الذی لہ حکم الظاھر بالنظر الی مایخرج من الباطن فاعتبر نجاسۃ وقد تنجس بھا لسانہ وسائر فمہ فکان مانعا اھ[2] ملخصا۔

نے اس سے پہلے ان سے نقل کی ہے یعنی منہ باندھنے اور کھلا چھوڑنے کی تفصیل اس کتے کے بارے میں ہے جو اس شان کا ہو اور مطلق جواز اس کے غیر میں ہے انہوں نے تحقیق کے بعد فرمایا اس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ قاعدے میں نظر ہے پس اس سے آگاہی حاصل کرو (انتہی) منیہ میں ہے کہ اگر کسی نے نماز پڑھی اور اس کے پاس بلی یا سانپ ہو تو نماز جائز ہوگی بخلاف کتے کے بچے کے انتہی

غنیہ میں ہے یہ نہ کہا جائے کہ جو نجاست اپنے محل میں ہے غیر معتبر ہے اور اس کو نجاست کا حکم نہیں دیا جائیگا کیونکہ ہم کہتے ہیں ہم نے مان لیا لیکن لعاب اپنے اس مقام سے جہاں وہ پیدا ہوا منتقل ہو کر منہ سے مل جاتا ہے جسے باطن سے باہر آنے والی چیز کی طرف نظر کرتے ہوئے ظاہر کا حکم دیا جاتا ہے لہذا اس کی نجاست کا اعتبار ہوگا اور اس سے اس کی زبان اور تمام منہ ناپاک ہوگیا پس وہ مانع ہوگا انتہی تلخیص (ت)

www.alahazratnetwork.org

اس مسلک پر یہ فرع صرف طہارت عین پر مبنی نہیں بلکہ اس کے ساتھ صحت صلاۃ کے لیے طہارت لعاب بھی درکار اور وہ کلب وغیرہ سباع بہائم میں مفقود، لہذا صحت نماز بھی مفقود اگرچہ طاہر العین ہی ہو ایسی جگہ المبنی علی صحیح صحیح نہیں یہ تو اختلاف علما تھا ترجیح دیکھیے تو وہ مسلک اول ہی کی طرف ہے محیط رضوی و بحرالرائق و دُرمختار وغیرہا میں صراحۃً اُس کی تصحیح بلفظ اصح اور حلیہ میں بلفظ اشبہ مذکور۔

کما مر وقد صرح العلامۃ الفقیہ خیر الدین الرملی فی فتاواہ الخیریۃ لنفع البریۃ من کتاب الطلاق بما نصہ وانت علی علم بانہ بعد التنصیص علی اصحیتہ لا یعدل عنہ الی غیرہ[3] اھ وفیہا من کتاب الصلح حیث

جیسا کہ گزرا علامہ فقیہ خیر الدین رملی نے اپنے فتاوٰی الخیریہ لنفع البریہ کی کتاب الطلاق میں اسے صراحۃً بیان کیا اور تم جانتے ہو کہ اس کے اصح ہونے پر تنصیص کے بعد غیر کی طرف عدول نہیں کیا جاتا انتہی اور اسی کی کتاب الصلح میں ہے کہ جب اصح ثابت

---

[1] منیۃ المصلی فصل الآسآر مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامع نظامیہ لاہور ص ۱۵۸
[2] غنیۃ المستملی " مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۹۱
[3] فتاوٰی خیریۃ کتاب الطلاق مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۳۹

ثبت الاصح لایعدل عنہ[1] ہوجائے تو اس سے عدول نہیں کیا جاتا۔ (ت)

معہذا اکثر وُہ کتابیں جن میں مسلک اول اختیار فرمایا شروح ہیں اور مسلک دوم پر اکثر مشی کرنے والے فتاوی اور شروح فتاوے پر مرجح ہیں۔ کما نصوا علیہ فی مواضع لاتحصی کثرۃ (جیسا کہ انہوں نے بیشمار مقامات پر اس بات کی تصریح فرمائی ہے۔ ت) تو ثابت ہُوا کہ مذہب ارجح پر اس فرع کو بھی مثل فرع سابقہ صرف طہارت عین ہی پر ابتنا ہے اور ایسی جگہ بلاشبہہ المبنی علی صحیح صحیح صحیح (جو چیز صحیح پر مبنی ہوتی ہے وہ صحیح ہوتی ہے۔ ت)

اما تدقیق الغنیۃ **فاقول** و باللّٰہ التوفیق سلمنا ان الریق لایتولد فی الفم لکن لاشك ان معدنہ ھو الفم حتی انہ لایسمی ریقا مالم یطلع فی الفم و بہ فارق الدم ولایجب لکون شیئ معدن شیئ تولدہ فیہ الا تری ان العروق معادن الدم لاشك مع انہ لایتولد فیہا بل فی الکبد ثم یسری الیہا ویجری فیہا وقد رأیتا کم فی مسئلۃ ان السخلۃ اذا وقعت من امہا رطبۃ فی الماء لاتفسدہ عللتموھا بقولکم وھذا لان الرطوبۃ التی علیہا لیست بنجسۃ لکونہا فی محلہا[2] اھ فاذا کانت رطوبۃ رحم امہا علی جلدھا فی محلہا فما ظنکم بالریق فی الفم بل التحقیق عندی ان نفی الکون فی المحل عن ھذا واثباتہ لرطوبۃ السخلۃ کلاھما سہو اما

میں، غنیہ کی تدقیق کے بارے میں، اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہُوں، ہم نے مان لیا کہ لعاب منہ میں پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ اس کا معدن منہ ہی ہے حتی کہ جب تک وہ منہ میں ظاہر نہ ہو اس کو لعاب نہیں کہا جاتا اور اسی سے خون (کا حکم) الگ ہوگیا، اور کسی چیز کے کسی کے لیے معدن ہونے سے لازم نہیں آتا کہ وہ اس میں پیدا بھی ہو کیا تم نہیں دیکھتے کہ خون کا معدن رگیں ہیں اس میں کوئی شک نہیں لیکن اس کے باوجود وہ وہاں پیدا نہیں ہوتا بلکہ وہ جگر میں پیدا ہوتا ہے پھر ان کی طرف چلتا اور رگوں میں جاری ہوتا ہے۔ ہم نے تمہیں دکھایا کہ بکری کا تر بچہ جو اپنی ماں سے پیدا ہو کر پانی میں گرا پانی خراب نہیں ہوا تم نے اسکی علت یُوں بیان کی کہ اس پر جو رطوبت ہے وہ ناپاک نہیں کیونکہ وہ اپنے محل میں ہے اھ پس جب بچّے کی جلد پر اس کی ماں کے رحم کی رطوبت اپنے محل میں ہے تو منہ میں پائے جانیوالے

---

[1] فتاوٰی خیریۃ | کتاب الصلح | مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت | ۲/۱۰۴
[2] غنیۃ المستملی | فصل فی الانجاس | " سہیل اکیڈمی لاہور | ص ۱۵۰

الاول فلما سمعت واما الاٰخر فلان المحل الذی لایحکم فیه بنجاسة النجاسة انما هو معدنها لاما اصابته ومعدن تلك الرطوبات هی الرحم دون جلد السخلة کما لایخفی و الفرع ماش علی قول الامام بطهارة رطوبة الرحم فقد حققنا فیما علقنا علی رد المحتار ان الفرج فی قولهم رطوبة الفرج طاهرة عندہ لاعندهما بالمعنی الشامل للفرج الخارج والفرج الداخل والرحم جمیعا ومایری من التعارض فی الفروع فللتفریع علی القولین۔

لعاب کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ بلکہ میرے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ اس کا اپنے محل میں نہ ہونا اور بکری کے بچے کی رطوبت کا اپنے محل میں ثابت ہونا دونوں باتیں سہو ہیں۔ پہلی بات اس بنیاد پر جو تم نے سُن لیا۔ اور دوسری بات اس لیے کہ وہ محل اس کا معدن ہے جس میں (پائی جانے والی) نجاست پر نجاست کا حکم نہیں لگے گا، نہ وہ جو اس کو پہنچے۔ اور ان رطوبات کا معدن رحم ہے، نہ بچے کی جلد۔ جیسا کہ مخفی نہیں اور فرع، امام اعظم رحمہ اللہ کے قول کہ رحم کی رطوبت پاک ہے، پر جاری ہوتی ہے ہم نے رد المحتار کی تعلیق میں اس مسئلہ کی تحقیق کی ہے کہ فرج انکے قول "فرج کی رطوبت، امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک پاک ہے صاحبین کے نزدیک نہیں" میں عام معنی کے اعتبار سے فرج خارج، فرج داخل اور رحم سب کو شامل ہے اور وہ جو فروع میں تعارض دکھائی دیتا ہے تو یہ دو قولوں پر تفریع کی بنیاد پر ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

پس ثابت ہوا کہ ان دونوں مسئلہ اصل و فرع میں کلام زیدعین اصابت سے ناشی اور قول صحیح و رجیح وجیہ وارجح پر ماشی ہے ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالٰی ولی التوفیق (تحقیق اسی طرح چاہیے اور اللہ تعالٰی ہی توفیق دینے والا ہے۔ ت)

تنبیہ نبیہ: ہر عاقل ذی علم جانتا ہے کہ جواز بمعنی صحت و بمعنی اباحت خصوصاً اباحت بالمعنی الاخص الغیر الشامل لکراہة التنزیہ اعنی تساوی الطرفین (خصوصاً اباحت اخص معنٰی کے اعتبار سے جو کراہت تنزیہی کو شامل نہیں یعنی دونوں طرفوں کے برابر ہونے میں۔ ت) میں زمین آسمان کا فرق ہے اول ہرگز مستلزم ثانی نہیں بہت افعال کہ مکروہ تنزیہی بلکہ تحریمی بلکہ حرام ہیں منافی صحت نماز نہیں ہوتے تو نماز اُن افعال کے ساتھ جائز ہوگی یعنی صحیح و مسقط فرض مکروہ فعل جائز و مباح بالمعنی المذکور نہ ہوگا بلکہ حرام یا گناہ یا ناپسند علمائے کرام اہل مسلک اول کہ حمل کلب وغیرہ سباع سوائے خنزیر کے ساتھ نماز جائز بتاتے ہیں جواز بمعنی صحت میں کلام فرما رہے ہیں یعنی ان جانوروں کا پاس ہونا نہ طہارت وغیرہ کسی شرط نماز کا نافی نہ کسی رُکن و فرض نماز کا منافی تو نماز فاسد نہ ہوگی فرض اُتر جائے گا معاذ اللہ یہ نہیں فرماتے کہ بے ضرورت شرعیہ ایسا فعل مکروہ و ناپسند نہیں حاشا کلب تو کلب

اُن جانوروں کی نسبت جن کا نہ صرف بدن بلکہ لعاب بھی پاک ہے صاف تصریح فرماتے ہیں کہ نماز میں انہیں اُٹھائے ہونا بُرا ہے جو ایسا کرے گا بُرا کرے گا خانیہ وخلاصہ و بزازیہ و ہندیہ و ذخیرہ و غنیہ کی عبارتیں محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا ارشاد سُن چکے کہ یجوزو اساء اجزأہ وقد اساء (جائز ہے لیکن بُرا کیا، اسے کفایت کرتا ہے لیکن وہ گناہ گار ہوا۔ ت) نماز تو ہوگئی مگر اُس نے بُرا کیا تو جب پاک بدن پاک دہن جانوروں کی نسبت یہ ارشاد ہے ناپاک دہن جانوروں کو لینا کس قدر سخت ناپسند رکھیں گے بلکہ جانور کا کیا ذکر بے ضرورت لڑکوں بچّوں کا اٹھانا بھی مکروہ بتاتے ہیں۔ درمختار میں ہے: یکرہ حمل الطفل[1] (بچّے کو اٹھانا مکروہ ہے۔ت) یہاں تک کہ بے ضرورت تلوار باندھنا بھی مکروہ رکھتے ہیں جبکہ اس کی حرکت سے دل بٹے۔ نورالایضاح و مراقی الفلاح میں ہے:

لایکرہ تقلد المصلی بسیف و نحوہ اذا لم یشتغل بحرکتہ وان شغلہ کرہ فی غیر حالۃ قتال[2]۔

نمازی کا تلوار وغیرہ باندھنا مکروہ نہیں جب اس کی حرکت سے مشغول نہ ہو اگر وہ مشغول رکھے تو حالتِ جنگ کے سوا مکروہ ہے۔ (ت)

تو ان کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ اس فعل کو پسند رکھتے یا ناپسند نہیں جانتے ہیں محض بدگمانی و بدزبانی ہے۔ بحمد اللہ تعالٰی اس تقریر سے روشن ہوگیا کہ غیر مقلد صاحبوں کا اس مسئلہ کو مطاعن ائمہ عظام حنفیہ کرام خصہم اللہ تعالٰی باللطف العام وعمہم بالجود والانعام (اللہ تعالٰی انھیں عمومی لطف وکرم کے ساتھ خاص فرمائے اور انھیں عام جود وانعام عطا فرمائے۔ت) میں شمار کرنا محض سفاہت و بے عقلی ہے حضرات صاحبین اور اُن کے موافقین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے نزدیک تو کتّا نجس العین ہے اور طاہر ماننے والوں سے بھی ایک جماعت عظیمہ اہل مسلک ثانی مطلقاً اس صورت میں نماز فاسد بتاتے ہیں، رہے قائلینِ طہارت سے اہلِ مسلک اول وہ بھی اساءت وکراہت کی تصریح فرماتے ہیں اُن کا مطلب صرف اس قدر کہ اگر کسی شخص نے کسی ضرورت وحاجت خواہ اپنی نادانی وجہالت سے ایسا کیا تو نماز باطل نہ ہوگی اس میں معاذ اللہ کیا جائے طعن ہے ہاں اگر فرماتے کہ ایسا کرنا چاہئے یا کرے تو کچھ ناپسندیدہ نہیں تو ایک بات تھی مگر حاشا وہ اس تہمت سے پاک ومنزہ ہیں وللہ الحمد، الحمدللہ کہ یہ جواب[عہ] ۲۲ رجب مرجب ۱۳۱۲ ہجریہ قدسیہ روز جانافروز دوشنبہ کو تمام اور بلحاظ تاریخ سلب الثلب عن القائلین بطہارۃ الکلب[۱۳۱۲] (کُتّے کی طہارت عین کے قائلین سے عیب دور کرنے کا

عہ بسبب مکابرۂ بعض اہل بدعت و تحریر بعض دیگر فتاوائے ضروریہ بارہ روز تک یہ جواب نہ لکھا گیا ۱۲ (م)

[1] درمختار باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۹۳

[2] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی فصل فیما لایکرہ للمصلی نورمحمد کارخانہ تجارت کراچی ص ۲۰۲

بیان ۔ ت) تمام ہوا ۔ 9

وآخردعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین والفضل الصلاۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا ومولٰنا محمد و اٰلہ وصحبہ اجمعین۔

اور ہماری آخری پکار یہ ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے اور صلاۃ وسلام تمام رسولوں کے سردار، ہمارے سردار اور مولٰی حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے تمام آل واصحاب پر ہو۔ (ت)

واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔